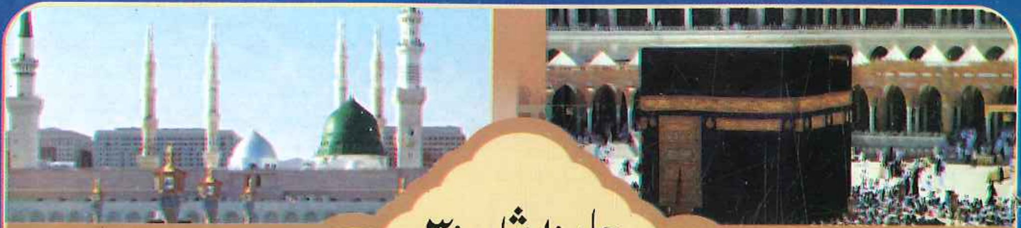

جلد:۱، شمارہ:۳

سہ ماہی

نصرۃ الإسلام

گلگت بلتستان

جولائی تا ستمبر 2012ء

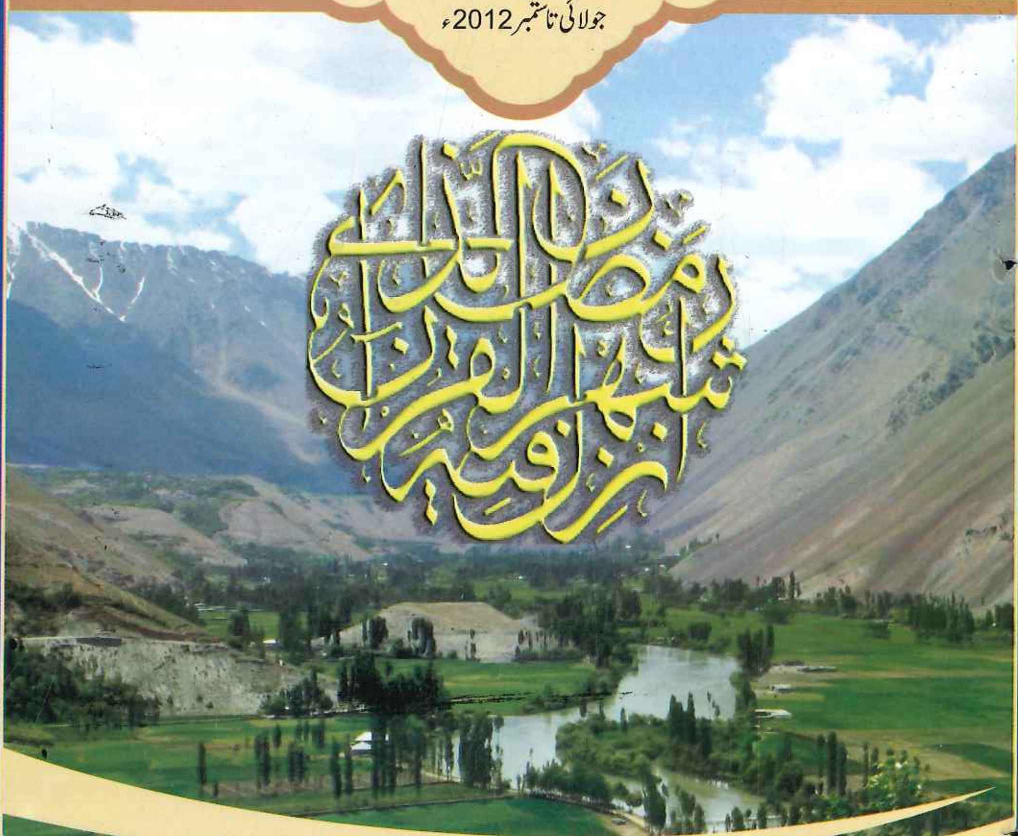

جامعہ نصرۃ الاسلام کے زیر اہتمام شکیوٹ میں زیر تعمیر مسجد کا فوٹو

شکیوٹ میں زیر تعمیر مسجد

جامعہ نصرۃ الاسلام کے زیر اہتمام شکیوٹ میں ایک جامع مسجد کا تعمیراتی کام گزشتہ ایک سال سے جاری ہے۔ شکیوٹ ضلع گلگت اور ضلع غذر کے سنگم پر واقع اخوبصورت علاقہ ہے۔ یہاں جامعہ نصرۃ الاسلام کے زیر انتظام واہتمام ابتداء بہت بڑی جامع مسجد کی تعمیر شروع ہے۔ شکیوٹ میں جامعہ نصرۃ الاسلام کی ۵۳ کنال زمین ہے جہاں مسجد کا کام مکمل ہونے کے بعد جامعہ نصرۃ الاسلام کے ذیلی ایک دینی دار العلوم کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے۔ اہل ثروت حضرات سے گزارش ہے کہ اپنے صدقات اور خیرات کے ذریعے مسجد اور مدرسے کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ نیز سیمنٹ، سریا، بلاک، بجری، لکڑی، چادر اور دیگر تعمیراتی اشیاء کی اشد ضرورت ہے۔

منجانب: رئیس جامعہ نصرۃ الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقیہ، عیدگاہ روڈ، گلگت، گلگت بلتستان

رابطہ نمبرز: +0925811,453279-452451

اکاؤنٹ بنام:

جامعہ اسلامیہ نصرۃ الاسلام حبیب بینک (بمد صدقات) گلگت برانچ: 0107-00268709-03

جامعہ اسلامیہ نصرۃ الاسلام الائیڈ بینک (بمد زکوٰۃ) گلگت برانچ: 01-100-3643-3

گلگت بلتستان کا اولین دینی، اصلاحی و تحقیقی مجلّہ

نُصرۃ الإسلام

سہ ماہی گلگت

شمارہ:۳	جولائی تا ستمبر 2012ء	جلد:۱

بیاد:

بطلِ حریت حضرت مولانا قاضی عبدالرزاق رحمہ اللہ
(فاضل دارالعلوم دیوبند)

سرپرست اعلیٰ:

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب حفظہ اللہ

چیف ایڈیٹر

مولانا قاضی نثار احمد

ایڈیٹر

ابن شہزاد حقانی

القرآن

یٰا یھا الذین اٰمنوا کُتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (القرآن)

ترجمہ: اے اہل ایمان! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے (امتوں) پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے (تم متقی بن جاؤ)۔

الحدیث

عن ابن عمر قال: فرض رسول الله ﷺ زکوٰۃ الفطر صاعاً من تمرٍ او صاعاً من شعیرٍ علی العبد والحر والذکر والانثیٰ والصغیر والکبیر من المسلمین وامر بھا ان تُؤدِیٰ قبل خروج الناس الی الصلوۃ (مشکوٰۃ شریف، باب صدقۃ الفطر، الفصل الثانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر لازم فرمایا ہے، کھجور کا یا جو کا ایک صاع ہر غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے مسلمان پر اور لوگوں کے عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے اس کو ادا کر دیا جائے۔

قیمت، فی شمارہ =/50 روپے ، سالانہ زرتعاون: اندرون ملک =/250 روپے ، بیرون ملک =/600 روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: ایڈیٹر سہ ماہی نصرۃ الاسلا ، جامعہ نصرۃ الاسلا عیدگاہ روڈ گلگت، گلگت بلتستان
ای میل: ibshaqqani@gmail.com رابطہ نمبر: +92-5811-453279,03003955122,03462974626

پبلشر: مولانا قاضی نثار احمد، جامعہ نصرۃ الاسلام عیدگاہ روڈ گلگت، گلگت بلتستان

عکس نما

عنوان	مضمون	صفحہ نمبر
آواز حق (اداریہ)		
	اہل سنت والجماعت پر مشکل اوقات اور خدا کی مدد....چیف ایڈیٹر کے قلم سے	۵
تبلیغیات		
	اسلام کے سوا کوئی مذہب تبلیغی نہیں......... پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی	۱۱
سیرت الصحابہؓ		
	خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ (دوسری قسط)................مولانا ظہیر احمد	۱۶
نظم و شعر		
	آرزو..................از: شورش کاشمیری مرحوم	۱۹
سفر نامہ		
	محبتوں کی زمین وادی غذر (اشکومن) کا ایک سفر (۳).. امیر جان حقانی	۲۰
سوانح عمری		
	خطیب گلگت قاضی عبدالرزاق گلگتی رحمۃ اللہ (۳)............امیر جان حقانی	۲۹
مقالات و مضامین	رمضان کو کیسے قیمتی بنائیں!.........مفتی ابوعبیدالرحمٰن عارف محمود	۳۲
	گولڈ مائن انٹرنیشنل کی حقیقت.......مولانا سلیم ملک نور	۳۵
کالم کارنر		
	قتلِ مسلم..................امیر جان حقانی	۴۰
	خیر کے مراکز ....ابراہیم حسین عابدی	۴۲
مسائل و فضائل		
	آپ کے مسائل اور انکا شرعی حل.........مفتی عبدالباری مدظلہ	۴۴
اخبار و آثار		
	رپورٹ: سالانہ جلسہ و دستار فضیلت و خمار بندی...... ابن شہزاد حقانی	۴۵
تبصرہ و تعارفِ کتب		
	مختلف کتب و رسائل پر تبصرہ ....مبصر کے قلم سے	۵۱
نکتہ ء نظر		
	مدارس اسلامیہ میں عصری علوم کتنے مفید، کتنے مضر....مولانا محمد اشرف علی اعظمی	۵۴
اخبار و سرگرمیاں		
	جامعہ کے شب و روز.......مولانا حبیب اللہ دیدار	۵۹
آپ کا انتخاب		
	مختلف قارئین کے مراسلات و مختصر مضامین..........ادارہ	۶۲
نامے میرے نام		
	ایڈیٹر کے نام..........قارئین کرام	۶۵

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہ رمضان: توبہ استغفار کا مہینہ

جب یہ مجلّہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا اس وقت انشاء اللہ رمضان المبارک کی مقدس و بابرکت اور رحمتوں سے مالا مال لمحات ہونگے۔ ہمیں اپنی ایمانی معرفت کی قدر و قیمت کا احساس ہونا چاہیے' یہ رب العزت کا کرم ہے کہ غفور الرحیم پروردگار نے ہمیں اپنی صفت ایمانی کو تقویت دینے اور اپنے اعمال کی سیاہی کو دھونے کے لئے یہ مبارک موقع عنایت کیا ہے۔ ان ایام معدودہ کو غنیمت سمجھیں' پورے ذوق و شوق سے عبادات بجالائیں اور صمیم قلب سے توبہ واستغفار کریں اور راتوں کو جاگ کر اللہ میاں کے حضور التجاء کر کے ان سے اپنی مغفرت کو یقینی بنائیں۔ اس ماہ مقدس کے ایک ایک لمحے کی قدر کریں' پورے احتیاط واہتمام سے گزاریں' ویسے بھی ہر وقت اطاعت اور عبادت میں زندگی گزارنی چاہیے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل رب تعالیٰ کا اعلان ہے کہ یہ میرا مہینہ ہے اور اس کا صلہ میں خود دونگا۔

رمضان المبارک کے بے شمار فضائل ہیں' اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کو دیگر مہینوں کا سردار بنایا ہے' قرآن کریم اسی ماہ میں نازل ہوا ہے۔ حضرت سلمان فارسی ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو ایک تفصیلی خطبہ ارشاد فرمایا' اس خطبہ کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ اس خطبہ کا مختصراً خلاصہ یہ ہے: "**یاأیها الناس فقد اظلکم شهر عظیم**........الخ"

کہ اے لوگوں تم پر ایک عظیم الشان مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے' یہ مہینہ بہت بڑا اور بابرکت ہے، اس میں ایک رات شب قدر کی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں' اس مہینے میں کوئی شخص کسی نیک کام کے ذریعے رب ذوالجلال کا قرب اور رضا حاصل کریگا تو اس کا اجر وثواب ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کرے اور جو فرائض مکمل یکسوئی کے ساتھ ادا کریگا اللہ تعالیٰ اس کو ستر فرائض کا اجر وثواب عطا فرمائے گا' آپ ﷺ نے اس خطبے میں ارشاد فرمایا کہ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا صلہ و بدلہ جنت ہے' یہ مہینہ اپنے رشتہ داروں اور مسلمانوں کے ساتھ صلہ رحمی' غمخواری اور ہمدردی کا ہے، جو اس مبارک ماہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا وہ اس کے گناہوں کی معافی اور جہنم سے خلاصی و چھٹکارا کا سبب بنے گا' اور یہ افطار پیٹ بھر کر کھلانے سے تعبیر نہیں بلکہ ایک گھونٹ دودھ' ایک کھجور یا ایک گلاس پانی سے بھی افطار کرایا جائے تو بھی ثواب ملے گا۔

جو پیٹ بھر کے کسی مسافر یا غریب روزہ دار کو کھلائے گا اس کا اجر وثواب بے حد ہے۔ بہرصورت اپنی استطاعت کے مطابق یہ خدمت سرانجام دینی چاہیے۔ غرض اس خطبے میں آپ ﷺ نے بیشمار فضائل واحکامات بتلائے ہیں تو ہمیں اس مہینے کو مکمل اہتمام کے ساتھ گزارنا چاہیے۔ یاد رہے کہ رمضان المبارک کا یہ مقدس مہینہ عزم بالجزم اور پختہ تہیہ کرنے کا ہے کہ ہم اپنی آنکھ کان زبان ہاتھ پاؤں اور ایک ایک حرکت پاکیزہ اور ستھری رکھیں اور ایمان وایقان والی زندگی گزاریں اور پوری ندامت سے رو رو کر اللہ سے اپنی بخشش کروائیں۔ رب ذوالجلال ہم سب کو اس مبارک مہینے کی تمام برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

اہل سنت والجماعت پر مشکل اوقات اور خدا کی مدد

گلگت بلتستان کے مخدوش حالات کے حوالے سے گزشتہ شمارے میں کافی تفصیل سے جائزہ پیش کیا گیا تھا۔ راقم الحروف ہوم اریسٹ (Home Arrest) تھا۔ مشکل حالات میں اہلسنت کے زخموں پر مرہم رکھنے اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی بجائے صوبائی حکومت ایک مسجد بورڈ بنانے لگی۔ راقم الحروف نے ذمہ دار حضرات سے رابطہ کیا اور ان پوچھا کہ آپ کیا کر رہے ہو اور کیا کرنے جا رہے ہیں؟۔ انہوں نے بتایا کہ ہم صرف اور صرف امن معاہدے پر عمل درآمد کروانے کی کوشش کر رہے ہیں اور مسجد بورڈ بھی امن معاہدے کا حصہ ہے۔ بعض ذمہ دار حضرات غیر رسمی طور پر ملاقات کے لئے تشریف لائے، انہوں نے بتایا کہ اہل تشیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، امہات المؤمنین، اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں ہر قسم کی گستاخی سے اجتناب کریں گے اور ایسی تقاریر سے بھی اجتناب کریں گے جس سے قرآن مجید میں تحریف کا اشارہ ہو، راقم الحروف نے پوچھا کہ پھر ہم نے کیا کرنا ہے تو انہوں نے بتایا کہ آپ اہل تشیع کی تکفیر نہیں کریں گے، راقم نے کہا کہ مذکورہ امور پر مشتمل کتب، رسائل، ویڈیو آڈیو کیسٹوں پر بھی پابندی عائد ہو۔

اور ہم کسی نئی تحریر پر دستخط کے بجائے امن معاہدہ 2005ء کو کافی سمجھتے ہیں۔ جب تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوگا تو نئے کسی بھی معاہدے پر کوئی بھروسہ نہیں کہ عمل درآمد ہو جائے۔ حکومتی احباب نے اپنی مرضی سے تیار کردہ ایک ضابطہ محررہ پیش کیا، (جو چنداں پڑھ اور دینی علوم سے بے بہرہ لوگوں نے مرتب کیا تھا) ساتھ ہی یہ وضاحت بھی مسجد بورڈ کے نمائندوں اور کابینہ کے اراکین نے کی آپ یعنی راقم الحروف کے دستخط کی ضرورت نہیں۔ راقم نے اس حوالے سے بھی عرض کیا کہ اس میں کچھ اصلاحات کی جائیں اور کچھ عبارات درست کی جائیں۔ چنانچہ دوسرا ضابطہ لایا گیا اور اس پر میرے دستخط لازمی قرار دیے گئے۔ دینی علوم سے بے بہرہ اور اپنی پسند سے تیار کردہ کسی بھی ضابطہ پر دستخط کرنا راقم الحروف کے لئے بے حد مشکل تھا، شہر کے علماء کرام سے مشاورت کی تو انہوں نے بھی سختی سے منع کیا۔ منع کرنے کی وجہ واضح تھی کہ یہ ضابطہ بنیادی عقائد ونظریات اور انسانی حقوق کے بھی خلاف تھا۔ دستخط نہ کرنے کی وجہ سے حکومت وقت نے مقامی اخبارات کے ذریعے راقم کو بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کی، مقامی اخبارات نے بھی میرا موقف جانے بغیر یک طرفہ ٹریفک چلانی شروع کر دی اور اخبارات میں ایسی ایسی خبریں شائع کرنے لگے کہ ان کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔

اس حوالے سے کچھ اخباری نمائندوں کو وزیر اعلیٰ سیکریٹریٹ میں لے جا کر ہمارے خلاف خوب ورغلا کر مالی معاونت کی پیش کش بھی کی گئی، اس وجہ سے اخبارات نے ہماری وضاحت کو شائع کرنے سے انکار کر دیا۔ سرکار کے اہم نمائندوں کے ذریعے راقم کو ڈرانے دھمکانے کا سلسلہ شروع کیا گیا، اپنوں نے دبے الفاظ میں برے نتائج کا مژدہ سنایا، ماضی کے چند حوالے دیکر خوفناک مناظر کا نقشہ کھینچا، غیروں نے کھلے عام اپنی نجی اور سرکاری محفلوں میں مجھ سے آہنی ہاتھوں نمٹنے کی باتیں کیں اور اس میں چند اپنے سرکاری کارندے بھی پیش پیش رہے، غرض ہر حربہ اپنایا گیا، مختلف ہتھکنڈے اختیار کئے گئے۔ MPO 16 کے تحت گرفتار شدہ احباب کو ٹارچر کرنا شروع کیا گیا، راقم کو مچھ اور اڈیالہ جیل کا راستہ بھی دکھایا گیا۔ اخبارات کے ذریعے راقم کو ۴۸ گھنٹوں کا الٹی میٹم بھی دیا گیا۔ تاہم اللہ رب

العزت کا بے حد فضل و کرم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے استقامت عطا فرمائی۔ اپنے اساتذہ اور اکابر کا دیا ہوا سبق یاد آنے لگا کہ قل ربی اللہ، ثم استقم، الحمدللہ اس پر عمل بھی ہوا اور معاونت خداوندی بھی شاملِ حال رہی۔ خیر! مشکل کے ان حالات میں راقم نے کابینہ کے اراکین کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا جو کہ درج ذیل ہے۔

محترم اراکین پارلیمانی امن کمیٹی گلگت بلتستان......

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از تسلیمات مسنونہ!

آپ حضرات نے حالیہ کشیدگی کی بہتری کے لئے جو ضابطہ تحریر فرمایا ہے، مسجد بورڈ کے محترم اراکین کے ذریعے موصول ہوا۔ اس حوالے سے گزارش ہے کہ اس قسم کا ضابطہ مرتب کرنے سے پہلے فریقین کو اعتماد میں لینا چاہیے تھا۔ نیز مسودہ کو شائع کرنے سے پہلے اتفاق رائے کرنا از بس ضروری تھا۔ مگر آپ حضرات نے نہ صرف شائع کیا بلکہ اس کی بار ہا اخبارات میں تشہیر کر کے عوام الناس کو آگاہ کرتے رہے۔ اس کے اثرات ان کشیدہ حالات میں نہایت خطرناک اور نقصان دہ ہو سکتے ہیں۔

محترم اراکین!

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ۲۰۰۵ء میں بھی، ہر دو مساجد سیل کر دی گئی تھیں، اُس وقت ایک ضابطہ بعنوان ''**قواعد و شرائط وضوابط برائے کشادگی مقفل مساجد**'' طے ہوا ہے جو کہ لف ہذا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی ضابطے کو مرتب کرنا اور اسے قانونی شکل دینا اس خطے کو مزید کشیدگی کی طرف لے جانے کے مترادف ہوگا۔ اس طرح سے بغیر عمل درآمد کے ضابطوں کا تسلسل کسی بھی طرح مناسب نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح گرینڈ امن جرگے کا متفقہ مسلّمہ ''**امن معاہدہ**'' جسے دو محترم ایوانوں میں قانونی حیثیت دی گئی ہے بری طرح متاثر ہوگا۔ یہ صورت حال مزید ناامیدی پیدا کرے گی جسے ہر دو فریق کے علماء، زعماء، دانشوروں اور P.T.O اور صحافیوں اور ہر طبقے کے تسلیم کئے جانے کے باوجود اس سے کمزور کرنا بہت ہی افسوس ناک ہوگا۔ ہم کریڈیٹ اور ٹاسک کے نام کسی ایسی کوشش کا حصہ بننا نہیں چاہتے ہیں۔

محترم اراکین!

نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ ضابطے کے مرتب کرنے میں کتنی بے ضابطگیاں پیدا کی جا رہی ہیں، ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ آپ حضرات نے امور اور معاملات کے بجائے اس ضمن میں عقائد اور فتوؤں کے حوالے سے علمی، تحقیقی اور نازک معاملات کو چھیڑا ہے جو کہ آپ حضرات کے فہم و تدبر، فرائض منصبی اور دسترس سے باہر ہے۔ یہ کام خالص دینی علمی درسگاہوں اور معروف دارالافتاؤں کا ہے۔ مگر بدقسمتی سے آپ نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ جو کسی بھی طرح نیک شگون نہیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ حضرات رنجیدہ خاطر ہوئے بغیر فی الوقت گرینڈ امن جرگہ کے ''**امن معاہدہ**'' اور اس کا حصہ اور عنوان ''**شرائط، قواعد وضوبط برائے واگزاری مقفل مساجد**'' کے مندرجات پر عمل پیرا ہونگے، جو کہ لف ہذا ہیں۔ اور ''**امن معاہدہ**'' پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں گے۔

اراکین محترم!

''امن معاہدے'' پر عمل درآمد کے متدعی ہونے کے حوالے سے اہل سنت نے نہایت صبر و برداشت، وسعت ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے۔ بارہا حکومت اور فریق ثانی پر حجت قائم کی ہے۔ اب حکومت عدل و انصاف، میرٹ اور رِٹ کا مظاہرہ کر کے ظالم اور مظلوم و جارح و مجروح میں فرق کر کے اپنی ذمہ داریاں بجالائے۔ آج بھی راقم الحروف نظر بند ہے اور ۱۳ بے گناہ علماء اور مرکزی ساتھی 16 M-P-O کے تحت گرفتار ہیں۔ ہم ہمیشہ سے قیام امن کے لئے تعاون کرتے رہے ہیں۔

اراکین محترم!

اخباروں کے ذریعے ایسا تاثر ابھارنا بالکل نامناسب ہے کہ راقم الحروف (قاضی نثار احمد) کا دستخط ہی امن کے لئے رکاوٹ ہے اور نہ ہی اخباروں کے ذریعے ہمیں شدت پسند کا طعنہ دیں۔ ہم نہ شدت کے قائل ہیں نہ مداہنت کے۔

اراکین محترم!

پھر بھی آپ حضرات بایں ہمہ اپنے ضابطے کو لازمی سمجھتے ہیں تو پہلی مرتبہ مرتب کردہ ضابطے سے شق نمبر ۳ اور نمبر ۴ کو حذف فرمائیں جو کہ غیر ضروری ہیں۔ بصورت دیگر پہلی شق کے بالکل آخر میں ایک جملے کا اضافہ کیا جائے، وہ جملہ یہ ہے۔ **''مذکورہ نفوس مقدسہ (صحابہ کرامؓ خلفائے راشدین وامہات المومنین) کو جو کوئی بھی غاصب و کافر یا فاسق و مرتد کہے یا لکھے، اسی طرح جو قرآن مجید کو محرف کہے یا لکھے دائرہ اسلام سے خارج ہے''**

تب اہل سنت والجماعت کو ضابطہ کے شق نمبر ۳ کے فتوئے پر دستخط کرنے کی گنجائش ہوگی۔ باوجود اس کے کہ ضابطے میں بعض شقیں انسانی بنیادی حقوق کے خلاف بھی موجود ہیں۔ واضح رہے کہ اس طرح کا جملہ ملی یکجہتی کونسل کے معاہدے میں موجود ہے، استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

اراکین محترم!

آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ مزید ضابطوں کے ذریعے اُلجھاؤ، کشیدگیاں اور دوریاں پیدا کرنے سے ہمیں بچائیں۔ گرینڈ امن معاہدے پر بے خوف و خطر عمل درآمد کو یقینی بنا کر ممنون و ماجور ہوں۔ شکریہ

والسلام مع الکرام

خادم اہل سنت والجماعت، قاضی نثار احمد عفی عنہ

نوٹ: یہ عریضہ / خط روزنامہ ہمالیہ میں مِن وعن شائع ہوا، باقی اخبارات نے شائع کرنے سے معذرت کی، کیونکہ ان کو لالچ دیا گیا تھا تا کہ وہ ہماری خبریں اور مؤقف عوام الناس تک نہ پہنچائے۔

بالآخر ہمارے مذاکرات ناکام ہوئے اور رابطے ختم ہوئے، راقم کے گھر پر سرکاری اہل کاروں نے سختیاں مزید بڑھادیں اور اور گھر پر مامور ایک سب انسپکٹر صاحب کو سزا کے طور پر ٹرانسفر کیا گیا کہ انہوں نے ملاقاتیوں کو

گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی تھی، غرض ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیے گئے۔ جامعہ نصرۃ الاسلام کے استاد مولانا کفایت اللہ جو جامعہ کے کاغذات لے کر آئے تا کہ کچھ اہم امور کے بارے مشاورت کی جا سکے کو روک کر ملاقات کی اجازت نہیں اور انہیں کہا گیا کہ قاضی صاحب ضابطہ پر دستخط نہیں کرتے اس لیے کسی بھی قسم کا اہم مسئلہ ہو ہم کسی کو ملاقات کی اجازت نہیں دیں گے۔

حکومت نے اس متنازعہ ضابطہ کو قانونی شکل دینے کے لئے اسمبلی میں پیش کیا، اس معاہدے پر طرفین کے اعتراضات تھے کے باوجود حکومت نے اس کو اپنی آنا کا مسئلہ بنایا، اس کے لیے کابینہ کی الگ کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں ذیل حضرات مقرر ہوئے۔ ا۔ مولانا سرور شاہ صاحب، ۲۔ رحمت خالق، ۳۔ دیدار علی۔ ان حضرات نے دوبارہ رابطہ کیا اور ترمیم پیش کرنے کی اجازت دی، اس پر راقم نے ضلع دیامر کے جید علماء کرام سے رابطہ کیا اور انہیں گلگت تشریف آوری کی گزارش کی تا کہ اس معاملے کو سلجھایا جا سکے۔ ضلع دیامر سے تشریف لائے ہوئے علماء کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

ا۔ جناب حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب (شیخ الحدیث جامعہ عروۃ الوثقی چلاس)
۲۔ جناب حضرت مولانا شہزادہ خان صاحب (شیخ القرآن والتفسیر، تانگیر دیامر)
۳۔ جناب حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب (داریل دیامر)
۴۔ جناب حضرت مولانا عبدالوکیل صاحب (داریل دیامر)
۵۔ جناب مولانا وجاہت اللہ صاحب (بونجی، ضلع استور)
۶۔ جناب حضرت مولانا معاذ المعروف خان بہادر صاحب (رئیس دارالعلوم تعلیم القرآن جگلوٹ)
۷۔ جناب حضرت مولانا محمد صادق صاحب (چلاس)
۸۔ جناب حضرت مولانا قاری عبدالحکیم صاحب (استور، سابق ممبر لیجسلیٹیو اسمبلی گلگت)

مندرجہ بالا علماء کرام نے پارلیمانی کمیٹی کے اراکین سے مذاکرات کئے، کچھ نکات پر اتفاق ہوا۔ بعد ازیں ان اکابر علماء کرام نے محمدی مسجد کشروٹ میں دو سو علماء کرام کو جمع کر کے ان سے اس حوالے سے مشاورت کی، طویل غور و خوض اور علماء کرام کے دستخطوں کے بعد راقم الحروف نے بھی علماء کرام کے متفقہ طور پر تیار کردہ اس ضابطے پر دستخط کر دیے۔ اس موقع پر دیگر طے ہوا کہ امن معاہدہ 2005ء پر عمل درآمد ہر حال میں یقینی ہو گا۔

بعد ازیں ۲۷ مئی کو مساجد کی تالہ بندی ختم کر دی گئی اور یکم جون کو راقم الحروف کی نظر بندی ختم کر دی گئی، راقم الحروف نے نماز جمعہ پڑھائی۔ آٹھ جون کو M-P-O 16 کے تحت گرفتار علماء کرام اور دیگر رہا کر دیا گیا۔ جس میں جناب مولانا سید محمد ولی شاہ خطیب جامع مسجد شوٹی، جناب شرافت خان صاحب، جناب اعظم طارق صاحب، جناب میجر ابرار صاحب اور امپھری کے ایک نوجوان شامل ہیں جبکہ مولانا منیر صاحب، جناب مولانا فرمان صاحب، جناب مولانا جعفر صادق صاحب، جناب ارسلان صاحب کو ۹ جون کو رہا کر دیا گیا۔ جناب میر باز صاحب اور مولانا عبداللہ حیدری صاحب کو انوسٹیگیشن ونگ منتقل کیا گیا، ان سے کافی سخت پوچھ گچھ کرنے کے بعد

بالآخر ۲۱ جون کو انہیں بھی رہا کر دیا گیا۔ مولانا عطاء اللہ ثاقب کو ۱۰ جون کو عدالت نے ضمانت منظور کی، مگر دوبارہ 16 M-P-O کے تحت گرفتار کیا گیا اور بعد میں مولانا کو بھی رہا کر دیا گیا۔

انتہائی افسوس کے ساتھ رقم کرنا پڑتا ہے کہ ۴ مئی کو ۱۳ رجب کے موقع پر حکومتی انتظامات اور فل سیکورٹی میں شہر کے مختلف مقامات پر چراغاں کیا گیا جو امن معاہدے کے خلاف ورزی تھی اور حالات بھی اس کی متقاضی نہیں تھے، مساجد بورڈ والے بھی خاموش رہے اور حکومتی احباب بھی اس بے قاعدگی پر مہر بلب رہے، ساتھ گلگت شہر اور اس کے ارگرد اہل سنت کے کئی بے گناہ لوگوں کو شہید کر دیا گیا جن میں شروٹ میں چلاس کا ایک نوجوان، ایک سبزی فروش اور جگلوٹ کے مقام پر ایک آدمی شہید کر دیا گیا، انتظامیہ حرکت میں نہیں آئی، اب تک ان بے گناہ لوگوں کے قاتل گرفتار نہیں ہوئے۔ ہم گلگت بلتستان کی انتظامیہ اور سیاسی حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ شہر میں امن وامان کو قائم رکھنے کے لیے امن معاہدے پر سختی سے عمل درآمد کروائے، بے گناہ لوگوں کے قاتلوں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائے، یاد رہے کہ امن وآمان کے حوالے سے جو بھی تعاون ہوگا اہل سنت کی جانب سے کیا جائے گا مگر اہل سنت اپنے اوپر ناجائز ظلم ہرگز ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ امن قائم کرنے کے لئے عادلانہ حکومتی رٹ کا قائم و بحال ہونا ضروری ہے، لہذا امن معاہدے اور مساجد کے لئے بنایا گیا ضابطہ اخلاق پر عمل درآمد کروا کر بحالی امن کو یقینی بنایا جائے۔ خدا ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

از: قاضی نثار احمد عفی عنہ

بقیہ: قتلِ مسلم

جس بدبخت انسان کا احساس ایمانی یہاں تک مسخ ہو جائے کہ باوجود دعوائے مسلم ومؤمن کے مسلمانوں کا خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرے بلکہ اس کو کار خیر بھی سمجھے، تو یاد رہے کہ وہ یقیناً مسلمانوں کا خون نہیں بہاتا بلکہ وہ تو پروردگار عالم کے کلمہ توحید کو ذلیل وخوار کرتا ہے اور شان کبریائی کو بٹہ لگانا چاہتا ہے۔ سو، ایسوں کو [ان عذابی لشدید](۸) کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

(۱) القرآن، سورۃ النساء آیت نمبر ۹۳
(۲) امام بخاریؒ صحیح بخاری شریف
(۳) الحدیث، مرفوعا راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ
(۴) الحدیث، تخریج امام نسائی، نسائی شریف
(۵) القرآن، سورۃ الحجرات، آیت نمبر ۹
(۶) القرآن،
(۷) القرآن، سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۹
(۸) القرآن،

مقالات

اسلام کے سوا کوئی مذہب تبلیغی نہیں

مقالہ نگار: **پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی**
فاضل: جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن
صدر: شعبۂ اسلامیات، قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد کراچی
سپروائزر: ایم فل/ پی ایچ۔ ڈی شعبہ قرآن والسنۃ ،فیکلٹی اسلامک اسٹڈیز جامعہ کراچی،
وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی، ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد، پاکستان

تبلیغ کا مفہوم:

تبلیغ کا لغوی مفہوم پہنچانا ہے۔(۱) اور اصطلاحاً اس کے معنی ہیں کہ کسی اچھائی اور خوبی بالخصوص دینی امور کو دوسرے افراد واقوام تک پہنچایا جائے اور انہیں قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔ قرآن کریم میں تبلیغ کے ہم معنی کچھ اور الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں جیسے انذار(۲)، دعوت(۳) جس کے معنی بلانے اور پکارنے کے ہیں۔(۴) اور تذکیر جس کے معنی یاد دلانے اور نصیحت کرنے کے ہیں۔ تبلیغ ایک ایسا عمل ہے جس میں کسی نصب العین کی طرف اخلاص سے بلایا جاتا ہے، اس نصب العین سے اختلاف وانحراف کے نقصانات وخطرات سے ڈرایا جاتا ہے اور غفلت ونسیان کے پردوں کو چاک کرکے اصل نصب العین کو یاد دلانے کے لئے نصیحت کی جاتی ہے۔ اس سے بھی وسیع مفہوم میں تبلیغ کسی مذہب کا ایسا پرچار ہے جس کا مقصد لوگوں کو حلقہ مذہب میں شامل کرنا ہو(۵)۔ دنیا کے تمام بڑے مذاہب اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا پورا نظام رکھتے ہیں۔ اسی نظام کی بدولت علماء نے مذاہب کو تبلیغی اور غیر تبلیغی میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ عیسائی مذہب:

مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’میں اسرائیلی بھیڑوں کو جمع کرنے آیا ہوں۔‘‘ ظاہر ہے کہ اس دعوے کے بعد انجیلی پروگرام غیر اسرائیلی دنیا کے لئے پیغام ہو ہی نہیں سکتا کہ اسے ساری دنیا کا جامع مذہب کہا جائے کہ وہ محض اسرائیلی مزاج کے مطابق فقط قوم اسرائیل ہی کے لئے بھیجا گیا تھا لیکن جب زور اور قوت کے بل بوتے پرائسے عالمگیر بنانے کی لاحاصل سعی کی گئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ پھیل کر خود اسی کا رنگ پھیکا پڑ گیا اور وہ خود اپنوں کی نگاہوں ہی میں ہلکا ہو گیا، چنانچہ آج زیادہ تر انہیں اقوام کو عالمگیر مذہب کی تلاش ہے جو اس قومی مذہب کو عالمگیر دیکھنا چاہتی تھیں اور آئے دن اونچی دنیا کے عیسائیوں ہی کے اعلانات کسی اجتماعی مسلک اور جامع الملل مذہب کی طلب وتلاش میں نکلتے رہتے ہیں، جس سے صاف واضح ہے کہ ان کی یہ پھیکی اور بے روح عیسائیت آج محض قومیت کی شیرازہ بندی کے لئے رہ گئی ہے کسی دینی دستور العمل یا پروگرام کی حیثیت سے قائم نہیں ہے۔(۶)

۲۔ ہندو مذہب:

اسی طرح ہندو مذہب کی نوعیت ایک وطنی مذہب کی ہے جو دوسرے وطنوں کے لئے پیام کی حیثیت نہیں رکتا اسی لئے اس کی تعلیمات میں دائرہ کو تنگ کرنے اور وسیع نہ کئے جانے کی خاص کوشش کی گئی ہے، مثلاً اس کی ہدایات کی رو سے سمندر کی سیاحت یا سمندر پار جانا مذہباً ممنوع ہے آج اس کی جو کچھ بھی تاویل کی جاتی ہو مگر مسئلہ کی نوعیت ان کی صریح عبارتوں سے یہی نکلتی ہے ظاہر ہے کہ جس مذہب نے اپنے مبلغوں کو یہ تعلیم دی ہو کہ وہ ٹھہرے ہوئے پانی کی طرح اپنے وطن کے کنارے سے باہر کی طرف جھانک بھی نہ سکیں تو اس مذہب میں پھیل پڑنے یا دوسروں سے آنکھ ملانے اور ایک وطن سے دوسرے وطن تک منتقل ہونے کی کیا صلاحیت ہو سکتی ہے، مذہب نے جب خود مبلغین مذہب ہی میں ملک کی چہار دیواری سے باہر نکلنے کی استعداد فنا کر دی تو مذہب کی تبلیغی صلاحیت واضح ہو گئی۔

جہاں یہ تعلیم ہو کہ دیدوں کا علم پنڈتوں کی خاص میراث ہے، اُسے دوسرے لوگ چھو نہیں سکتے، پڑھ نہیں سکتے سن نہیں سکتے، گویا جو قوم خود اپنوں کو بھی تبلیغ کرتے ہوئے، ڈرتی ہو وہاں دوسری اقوام اور دوسرے وطنوں کو دعوت دینے کا سوال ہی کب پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ مذہب تبلیغی مذہب کہلایا جا سکے؟ (۷)

۳۔ لامی مذہب:

لامی مذہب والے یعنی تبت کے لوگ ساری خیر و برکت کا وجود تبت ہی کے پہاڑوں تک محدود مانتے ہیں اور اس سے باہر جگہ جگہ شیطانی ارواح کا تسلط سمجھتے ہیں، بزعم خود اگر وہ ان حدود سے باہر نکل جائیں تو شیطانی ارواح ان میں حلول کر کے ان کی ساری خیر و برکت سلب کر ڈالتی ہیں، چنانچہ اس قوم کے لاما کو جبکہ بلطائف الحیل اسے یورپ کے سفر پر مجبور کیا گیا تو اس نے واپس آ کر اخبارات میں یہی بیان دیا تھا کہ تبت سے نکلتے ہی اسے فضائے آسمانی شیاطین سے بھری ہوئی نظر آنے لگی اور شیطانی ارواح اس کے جسم میں اور اس کے سارے استعمال کے سامانوں میں سرائیت کرنے پر تلے ہوئے دکھائی دینے لگی تھی، جنہیں بمشکل تمام اس کی روحانیت نے باز رکھا، تب وہ تبت کے پہاڑوں کی برکت سے محفوظ رہ سکی۔

ظاہر ہے کہ ایسا مذہب جو چند پہاڑیوں کے غاروں میں محبوس ہو ساری دنیا کے جبال و بحار تک اپنی تبلیغی گونج کیسے پہنچا سکتا ہے؟ اور کس طرح دنیا کی اقوام کو مسخر کر سکتا ہے؟ کہ اسے تبلیغی مذہب کہا جائے بلکہ اسے یہ حق ہی کب پہنچتا ہے کہ وہ اس تنگ مذہب کی دنیا کو دعوت بھی دے؟ کیونکہ اس کی دعوت عام تو عالم کے لئے اسی وقت ممکن تھی کہ سارے عالم کا تبت کے پہاڑوں میں سما جانا ممکن ہوتا، اور یہ کب ممکن ہے؟ اس لئے اس قسم کے محدود وطنی یا قومی مذہب جو مخصوص اقوام کے وطنی یا قومی مزاج کے مناسب حال کسی وقت اُترے ہونگے، اقوامِ عالم کے لئے کبھی بھی دعوتِ عام نہیں بن سکتے اور اگر بنائے جائیں گے تو نتیجہ یہی ہوگا کہ اس پھیلاؤ کے بعد خود انہی کا رنگ پھیکا پڑ جائے گا اور وہ خود بخود معدوم ہونے لگیں گے، گویا ان کی بقاء کا راز ہی اس میں مضمر ہے کہ وہ اپنی مخصوص قوم کے حلقوں اور اپنے محدود وطن کی چہار دیواروں میں نقاب ڈالے پڑے رہیں۔

۴۔ یہودی مذہب:

اسی بنا پر یہود کو اپنے مذہب کی دعوتِ عام دینے کی کبھی جرأت نہ ہوئی، یہودی اقوام پیسہ کمانے کے لئے تو دنیا

کے ممالک میں جاسکتی ہیں اور اقوام عالم کا خون چوس سکتی ہیں۔ لیکن مذہب کو لے کر نہیں نکل سکتیں، کیونکہ وہ خود جانتے ہیں کہ اگر یہ تنگ مذہب جس میں جنت، رحمت، انبیاء سے نسبت حتیٰ کہ خدا سے قرابت وغیرہ سب اپنے لئے مخصوص کر کے بقیہ عالم کو محروم القسمت بتایا گیا ہے اگر اپنی قوم سے آگے بڑھایا گیا تو اقوام عالم تو اس سے زندہ نہ ہوں گی، ہاں وہ خود اقوام کی بھیڑ میں پامال ہو جائے گا اس لئے اسے اپنی ہی رہبانیت گاہوں میں مقفل پڑا رہنا چاہئے۔

یہ رہبانیت خیز مذاہب عموماً یا وطنی حد بندیوں میں جکڑے ہوئے ہیں یا قومی بندھنوں میں بندھے ہوئے ہیں، حتیٰ کہ ان کے اسماء ہی سے وطنی، قومی اور شخصیتوں کی حد بندیاں اور تنگیاں نمایاں ہیں۔ ہندو مذہب ملک کی طرف، یہودی مذہب قوم کی طرف اور بدھ مت یا عیسائیت شخصیتوں کی طرف منسوب ہے، خود ان کے نام ہی ان کی عمومیت اور ہمہ گیری سے انکاری ہیں۔ (۸)

اسلام کی عالمگیر تبلیغ

جو مذہب اپنی تعلیمات اپنے نام اپنی نسبت اور اپنی ماہیت و حقیقت کے لحاظ سے ہمہ گیر جامع ملل اور ساری دنیا کے لئے ایک مکمل پروگرام کی حیثیت رکھتا ہو اور جو اپنی ذاتی وسعت اور وسعت کے ساتھ کشش عام اور جذب تام کا حامل ہو گویا جس میں خود بخود عالم میں پھیل پڑنے کی اسپرٹ موجود ہو وہی اس بات کا بھی حقدار ہو سکتا ہے کہ اس کی تبلیغ عام ہو۔ وہ ہر پلیٹ فارم سے پھیلے اور اس میں فن تبلیغ کے قواعد و ضوابط کی تعلیم بحیثیت ایک فن کے دی گئی ہو۔ پس اگر انصاف اور شعور سے کام لیا جائے تو سلسلۂ مذاہب میں ایسا مذہب بجز اسلام کے دوسرا نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ جس کے نام و معنی اس کی ہمہ گیری کے شاہد اور اس کی تمام صفات اس کی عالمگیری پر گواہ ہیں۔

تبلیغی و غیر تبلیغی مذاہب کا فرق:

معروف مستشرق پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں: پروفیسر میکس مولر Max Muller نے مسیحی مشنوں کے جلسہ دعائیہ میں، جو دسمبر ۱۸۷۳ء میں ویسٹ منسٹر ایبی میں منعقد ہوا تھا، اپنا لیکچر دیا ہے۔ اس وقت سے علمی حلقوں میں یہ خیال عام ہو گیا ہے کہ دنیا کے چھ بڑے مذاہب کو تبلیغی اور غیر تبلیغی مذاہب میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلی قسم میں بدھ مت، عیسائی مذہب اور اسلام شامل ہیں اور دوسری قسم میں ہندو مت، یہودی اور زرتشی مذاہب داخل ہیں۔ پروفیسر موصوف نے تبلیغی مذہب کی تعریف نہایت خوبی کے ساتھ یوں کی ہے کہ:

تبلیغی مذہب وہ ہے جس میں سچائی کا پھیلانا اور غیر مذاہب والوں کو اپنے مذہب میں لانا بانی مذہب یا اس کے قریب العہد جانشینوں نے ایک مقدس مذہبی فریضہ قرار دیا ہو۔ یہ ایمان والوں کے دلوں میں سچائی کا وہ جوش ہے جو چین سے نہیں بیٹھنے دیتا تاوقتیکہ وہ ان کے عقیدے سے اور قول و فعل سے اپنے تئیں ظاہر نہیں کر دیتا، اور ان کو اس وقت تک اطمینان نصیب نہیں ہوتا، جب تک ایک ایک فرد بشر تک نہ پہنچا دے۔ (۹)

مستشرق نے یہ تعریف صرف اس لئے کی ہے تاکہ کسی طرح عیسائیت کو تبلیغی مذہب ثابت کر سکے۔

پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں: اپنے مذہب کی سچائی کے بارے میں یہی وہ جوش و خروش ہے جس کے طفیل مسلمانوں نے اسلام کے پیغام کو ان تمام ملکوں کے باشندوں تک پہنچایا ہے، جہاں وہ داخل ہوئے ہیں۔ اسی لئے اسلام کا شمار صحیح طور پر اُن مذاہب میں ہوتا ہے۔ جن کو ہم مشنری یا تبلیغی کہتے ہیں۔ (۱۰) تبلیغ اسلام کا یہ جوش کیسے پیدا

ہوا؟ وہ کون سی قوتیں تھیں جنہوں نے اس کو ابھارا اور اس تبلیغ کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کئے گئے؟ یہی وہ سوالات ہیں جن کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ چالیس کروڑ مسلمان، جو اس وقت روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں، اسی تبلیغی سرگرمی کی زندہ شہادت ہیں جو تیرہ صدیوں سے جاری ہے۔

اسلام کی تعلیمات کو اہل عرب کے سامنے سب سے پہلے ساتویں صدی عیسوی میں ایک پیغمبر نے پیش کیا، جن کے علم کے نیچے دیار عرب کے متفرق و منتشر قبائل آخر کار ایک متحدہ قوم کی صورت میں جمع ہو گئے تھے۔ جب ان کی رگوں میں نئی قومی زندگی کی لہریں دوڑنے لگیں اور ان کے جوش و خروش نے ان کی فوجوں کو ایک بے پناہ اور ناقابلِ تسخیر قوت بخشی تو وہ دنیا کے تین براعظموں پر دیگر قوموں کو مفتوح و مغلوب کرنے کے لئے سیلاب کی طرح پھیل گئے۔ سب سے پہلے شام، فلسطین، مصر، شمالی افریقہ اور ایران نے ان کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ پھر وہ مغرب کی طرف بڑھتے ہوئے سپین تک جا پہنچے اور مشرق میں ان کی فوجیں دریائے سندھ کو عبور کر گئیں۔ ان فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروان کی رحلت کے سو سال بعد ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کے مالک بن گئے جو رومی مملکت سے بھی، جبکہ اس کے عروج کا آفتاب نصف النہار پر تھا، وسیع تر تھی۔

اسلام کی روحانی فتوحات:

پروفیسر آرنلڈ مزید لکھتے ہیں: اگرچہ بعد ازاں اس عظیم الشان سلطنت کے حصے بخرے ہو گئے اور اسلام کی سیاسی قوت کو زوال آ گیا، تاہم دین اسلام کی روحانی فتوحات بدستور بے روک ٹوک جاری رہیں۔ جب تاتاری لشکروں نے دار الخلافہ بغداد کو تاخت و تاراج کیا ۱۲۵۸ء، اور ان کی خون آشام تلوار نے عباسی خاندان کی رہی سہی شان و شوکت کا بھی خاتمہ کر دیا، یعنی اس زمانے میں جبکہ لیون اور قشتالہ کا بادشاہ فرڈی ننڈ مسلمانوں کو قرطبہ سے نکال چکا تھا ۱۲۳۶ء اور سر زمین اندلس میں اسلام کی آخری جائے پناہ یعنی شہر غرناطہ بھی عیسائی بادشاہ کا باجگزار بن چکا تھا، عین اسی زمانے میں اسلام نے جزیرہ سماٹرا میں اپنا قدم جمایا اور مجمع الجزائر ملایا میں اپنی فاتحانہ پیش قدمی کی ابتداء کی۔ یہ امر قابل غور ہے کہ اسلام نے اپنے سیاسی زوال اور انحطاط کے زمانے میں بعض نہایت شاندار روحانی فتوحات حاصل کی ہیں، مثلاً اسلام کی تاریخ میں دو موقعے ایسے آئے ہیں جبکہ وحشی کفار نے مسلمانوں کو سختی کے ساتھ پامال کیا، سلجوقی ترکوں نے گیارہویں صدی اور تاتاریوں نے تیرہویں صدی میں، مگر ان دونوں موقعوں پر فاتحین نے اسی قوم کا مذہب اختیار کر لیا جس کو انہوں نے مغلوب کیا تھا۔ یعنی دونوں دائرہ اسلام میں آ گئے، مسلمان مبلغین نے اپنا مذہب وسطی افریقہ، چین اور جزائر ہند چینی میں بھی پھیلایا ہے، حالانکہ ان کو وہاں کسی دنیوی حکومت کی امداد حاصل نہ تھی۔ (۱۱)

آج دین اسلام مراکش سے لے کر زنجبار تک، سیرالیون سے سائبیریا اور دیوار چین تک اور بوسنیہ سے لے کر نیوگنی تک پھیلا ہوا ہے۔ بعض ملک خالص اسلامی ہیں اور بعض ایسے ہیں جن میں مسلمانوں کی خاصی بڑی آبادی ہے، مثلاً چین اور روس۔ ان ملکوں کی حدود سے باہر بھی اہل اسلام کی چند مختصر جماعتیں ہیں جو کفار کے درمیان رہتی ہیں مگر دین اسلام کا کلمہ برتتی ہیں، مثلاً:

۱۔ لتھوانیا Lithunia کے مسلمان جو تاتاری نسل سے ہیں اور پولینڈ کی زبان بولتے ہیں، یہ لوگ کونو، ولنو اور گروڈنو کے اضلاع میں رہتے ہیں۔

۲۔ کیپ کالونی کے مسلمان جو ڈچ زبان بولتے ہیں اور

۳۔ہندوستانی قلی یعنی مزدور، جو اپنے مذہب کو اپنے ساتھ ویسٹ انڈیا کے جزائر، برٹش گائنا اور ڈچ گائنا میں لے گئے ہیں۔گزشتہ سالوں میں انگلستان، شمالی امریکہ، آسٹریلیا اور جاپان میں بھی کچھ لوگ اسلام کے حلقہ بگوش بن چکے ہیں۔
روئے زمین کے اس قدر وسیع حصے میں اسلام نے جو اشاعت حاصل کیہے، اس کے کئی معاشرتی، سیاسی، اور مذہبی اسباب ہیں، مگر سب سے قوی سبب اس عظیم الشان کامیابی کا یہ ہے کہ مسلمان مبلغین نے اس بارے میں ان تھک کوشش کی ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ان کے سامنے تھا، چنانچہ انہوں نے کفار اور منکرین کو دائرہ اسلام میں لانے کے لئے اپنی قوتوں کو بے دریغ صرف کیا ہے۔(۱۲) ان باتوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔

قرآن پاک نے تبلیغ کی صحیح اہمیت اور اس کے اصول وضوابط پر مفصل بحث کی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کے تمام پہلوؤں پر عمدہ روشنی ڈالی ہے۔آپ ﷺ نے تبلیغ کے دونوں دوائر میں کام کی نوعیت واہمیت کا تفصیلی جائزہ لیا اور احکام صادر فرمائے۔آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ کیا کہ دنیا کی تمام قوموں کو برابری اور مساوات کی ایک سطح پر لاکھڑا کیا اور خدا کے پیغام کی مناوی کا سب کو یکساں مستحق قرار دیا۔آپ ﷺ نے اپنی تبلیغ کے لئے قریش وغیر قریش، حجاز ویمن، عرب وعجم اور ہندوروم کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی بلکہ دنیا کی ہر قوم ہر زبان اور ہر گوشے میں صدائے الٰہی کو پہنچانا فرض قرار دیا۔البتہ عملی سہولت کے لئے ایک ترتیب ملحوظ رکھی۔قرآن کریم میں تبلیغ کے ضمن میں دو طرح کے ارشادات ہیں۔ایک وہ جن میں فریضہ تبلیغ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور دوسرے وہ جن میں ترتیب کار کو بیان کیا گیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ابن منظور الافریقی لسان العرب مطبوعۃ بیروت، ۱۹۵۶ء، ج/۸، ص/۴۱۹ بذیل بادہ

۲۔ابن منظور الافریقی لسان العرب مطبوعۃ بیروت، ۱۹۵۶ء، ج/۵، ص/۲۰۲ بذیل مادہ

۳۔ابن منظور الافریقی لسان العرب مطبوعۃ بیروت، ۱۹۵۶ء، ج/۱۴، ص/۲۵۸ بذیل مادہ

۴۔نعمانی، مولانا عبدالرشید، لغات القرآن، مطبعہ دھلی، ج/۱، ص/۱۰۸ بذیل مادہ

۵۔خالد علوی، پروفیسر ڈاکٹر، انسان کامل، الفیصل اردو بازار، ۱۹۷۴ء، ص/۱۲۸

۶۔محمد طیب، قاری، اصول دعوت اسلام، ادارہ علوم شرعیہ آرام باغ کراچی، ص/۲۲

۷۔اسی حوالہ سے دیکھئے میری کتاب بابری مسجد کی شہادت، مطبوعہ جنگ پبلشرز لاہور، ۱۹۹۲ء

۸۔محمد طیب، قاری، اصول دعوت اسلام، ص/۲۳۔۲۵

۹۔ملاحظہ ہو Fortnightly Revew جولائی ۱۸۷۴ء، مسٹر لیال Lyall کے مقالے "تبلیغی مذاہب" ماخوذ ہے۔

۱۰۔آرنلڈ، پروفیسر ٹی ڈبلیو، دعوت اسلام، مترجم ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، محکمہ اوقاف پنجاب، ۱۹۷۲ء، ص/۵

۱۱۔ایضاً، ص/۷

۱۲۔آرنلڈ، پروفیسر ٹی ڈبلیو دعوت اسلام مترجم ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ محکمہ اوقاف پنجاب لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۷

سیر الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (حصہ دوم)

خلیفۂ ثانی
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کے مختصر حالات زندگی

مقالہ نگار: مولانا ظہیر احمد، رفیق شعبہ تصنیف وتالیف، جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت

عہد فاروقی (رضی اللہ عنہ) کی فتوحات

عملی انتظامات کو مختصراً بیان کرنے کے بعد فتوحات کو لکھا جاتا ہے چونکہ مضمون طول پکڑتا جارہا ہے اس لئے تطویل سے بچنے کے لئے اختصار کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور صرف فتوحات کی فہرست بیان کی جاتی ہے کہ کن کن ممالک پر حضرت عمرؓ کو فتح اور غلبہ حاصل ہوا۔

۱۔ فتح قادسیہ: محرم ۱۴ ہجری بمطابق ۶۳۵ء	۲۔ فتح جول: ۱۵ھ بمطابق ۶۳۷ء
۳۔ فتح دمشق: رجب ۱۴ھ بمطابق ۶۳۵ء	۴۔ فتح فحل: ذی قعدہ ۱۴ ہجری بمطابق ۶۳۵ء
۵۔ فتح حمص: ۱۴ ہجری بمطابق ۶۳۵ء	۶۔ فتح یرموک: ۵ رجب ۱۵ھ بمطابق ۶۳۶ء
۷۔ فتح بیت المقدس: ۱۶ھ بمطابق ۶۳۷ء	۸۔ فتح قیساریہ: شوال ۱۹ھ بمطابق ۶۴۰ء
۹۔ فتح جزیرہ: ۱۶ھ بمطابق ۶۳۷ء	۱۰۔ فتح خوزستان: ۱۷ھ بمطابق ۶۳۸ء
۱۱۔ فتح عراق عجم: ۲۱ھ بمطابق ۶۴۱ء	۱۲۔ فتح آزربائیجان: ۲۲ھ بمطابق ۶۴۳ء
۱۳۔ فتح طبرستان: ۲۲ھ بمطابق ۶۴۳ء	۱۴۔ فتح فارس: ۲۳ھ بمطابق ۶۴۴ء
۱۵۔ فتح کرمان: ۲۳ھ بمطابق ۶۴۴ء	۱۶۔ فتح سیستان: ۲۳ھ بمطابق ۶۴۴ء
۱۷۔ فتح مکران: ۲۳ھ بمطابق ۶۴۴ء	۱۸۔ فتح خراسان: ۲۳ھ بمطابق ۶۴۴ء
۱۹۔ فتح مصر: ۲۰ھ بمطابق ۶۴۱ء	۲۰۔ فتح اسکندریہ: ۲۰ھ بمطابق ۶۴۱/۶۴۲ء

☆ ...... یہ تمام تواریخ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کی کتاب الفاروق سے ماخوذ ہیں۔

یہ جنگیں خالص اسلامی اور عین جہاد تھیں:

فتوحات کی مختصر فہرست بیان کرنے کے بعد یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ جنگیں محض دنیاوی قسم کی غیر اسلامی ہرگز نہ تھیں بلکہ خالص اسلامی اور عین جہاد تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان فتوحات کی بابت پیش گوئی فرمائی ہے اور انہیں اپنی فتوحات کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے جس کے اثبات میں علامہ مجلسی کی عبارت کا ترجمہ لکھا جاتا ہے جو حیات القلوب میں بزبان فارسی مرقوم ہے۔

''ابن بابو نے یہ روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے پہلا کدال مارا اور پتھر سے روشنی نکلنے پر فرمایا: اللہ

اکبر! خدا نے شام کی چابیاں مجھے عطا کیں اور خدا کی قسم میں شام کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں دوسری ضرب ماری اور روشنی نکلی تو اللہ اکبر فرمایا خدا نے ملک فارس کے خزانوں کی چابیاں مجھے عطا کیں، تیسری ماری اور روشنی نکلی تو اللہ اکبر فرمایا، خدا نے ملک یمن کی چابیاں مجھے عطا کیں اور خدا کی قسم میں صنعا کے دراز وں کی دیکھ رہا ہوں۔(۱۶) یمن میں تو خود آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر فتح ہوا اور روم وکسریٰ بعد کے خلفاءؓ کے زمانے میں فتح ہوئے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ فارس وغیرہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں فتح ہوئے جن کی فتح کو رسول اللہ ﷺ اپنی فتح قرار دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خدا نے ان ممالک کے خزانوں کی چابیاں مجھے عطا کیں۔ نیز اسی کتاب کے اسی جلد کے صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کسریٰ کے قاصدوں سے فرمایا کہ اپنے بادشاہ سے جا کر کہہ دو کہ ''پادشاہی من تا منتھائے زمین خواھر رسید و ملک قیصر وکسریٰ بتصرف امت من درخواھد آمد و بگوئید باو کہ اگر مسلمان میشود مل اور ابدست اور میگذارم'' میری بادشاہی زمین کی انتہا تک پہنچے گی اور قیصر وکسریٰ کے ممالک میری امت کے تصرف میں داخل ہوں گے اور ان کو بتادو کہ اگر مسلمان ہو جائیں تو ان کے ملک انہیں کو واپس لوٹا دونگا' اس عبارت میں ''پادشاہی من'' کا لفظ قابل غور ہے کہ ملک فارس کی بادشاہی جو فتح کے بعد حضرت عمرؓ کو حاصل ہوئی اسے رسول ﷺ اپنی بادشاہی فرما رہے ہیں اور حضرت عمرؓ کی حکومت میں ہونے والی فتوحات کو اپنی فتوحات سے تعبیر فرماتے ہیں اگر یہ حکومت اور اس کی فتوحات غیر اسلامی اور ناجائز ہوتیں تو ناممکن تھا کہ اس غیر اسلامی حکومت کو آپ ﷺ اپنی بادشاہت سے تعبیر فرماتے اور ناجائز فتوحات کو اپنی طرف منسوب فرماتے' اس لیے کہ کسی ناجائز اور حرام چیز کو ایک ادنیٰ مسلمان بھی اپنی طرف منسوب کرنا گوارا نہیں کرتا چہ جائیکہ ایک پیغمبر ایسا کرے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے فضائل نہج البلاغہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زبان سے:

نہج البلاغہ میں ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ نے غزوہ روم میں بذات خود شریک ہونے کے لئے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا تو آپؓ نے فرمایا ''اللہ نے دین والوں کی حدوں کو تقویت پہنچانے اور ان کی غیر محفوظ جگہوں کو (دشمن کی) نظر سے بچانے رکھنے کا ذمہ لے لیا وہی خدا (اب بھی) زندہ وغیر فانی ہے کہ جس نے اس وقت ان کی تائید و نصرت کی تھی جبکہ وہ اتنے تھوڑے تھے کہ دشمن سے انتقام نہیں لے سکتے تھے اور ان کی حفاظت کی جب وہ اتنے کم تھے کہ اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے، تم اگر خود ان دشمنوں کی طرف بڑھے اور ان سے ٹکرائے اور کسی افتاد میں پڑ گئے تو اس صورت میں مسلمانوں کے لیے دور کے شہروں کے پہلے کوئی ٹھکانہ نہ رہے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی ایسی پلٹنے کی جگہ ہوگی کہ اس کی طرف پلٹ کر آ سکیں، تم ان کی طرف کوئی تجربہ کار آدمی بھیجو اور اس کے ساتھ اچھی کارگردگی والے اور خیر خواہی والے لوگوں کو بھیجو، اگر اللہ نے غلبہ دے دیا تو تم یہی چاہتے اگر دوسری صورت ہوگی تم لوگوں کے لئے ایک مددگار اور مسلمانوں کے لئے پلٹنے کا مقام ہو گے۔(۱۷) یہ ترجمہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ کا ہے جو علمائے امامیہ میں مشہور ترین ہستی گزرے ہیں اور جن کا ''ترجمہ نہج البلاغہ'' آج مشہور و معروف ہے۔ وہی سے ہم نے عبارت اخذ کی ہے، اصل عبارت جس کا اوپر ترجمہ لکھا گیا ہے کے چند جملے قابل غور ہیں۔

ا۔ وقد توکل اللہ لاهل هذا الدين باعزاز لحوزة و ستر العورة والذی نصرهم وهم قليل لاينتصرون ومنهم وهم قليل لايمنعون؛ حیّ لايموت''

اس عبارت کو نظر غور سے دیکھیے اور ملاحظہ فرمایئے کہ کس قدر فضیلت حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے عمر فاروقؓ کو ان دین والوں میں شمار کیا جسے تقویت پہنچانے اور اس کی غیر محفوظ جگہوں کو دشمن کے شر سے بچانے کا خدا نے ذمہ لے رکھا ہے اور حضرت عمرؓ کی تسلی کے لئے ارشاد فرمایا کہ جس خدا نے عہد نبوت کی جنگوں میں مسلمانوں کی مدد کی جبکہ وہ تھوڑے تھے وہی خدا اب بھی زندہ ہے کہ جنگ روم می بھی ہماری مدد کرے گا تو خد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول سے ثابت ہوگیا کہ غزوہ روم میں جو حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں لڑی گئیں ضرور نصرت خداوندی نازل ہوئی۔

۲. "فان اظهر الله فذاك ماتحب"

کہ اگر اللہ نے اسلام کو غلبہ دیا تو اسی کو تم پسند کرتے ہو۔ اب تو خود حضرت علیؓ نے شہادت دی کہ حضرت عمرؓ کو اسلام کا غلبہ پسند ہے اور یہ صاف واضح ہے کہ اسلام کا غلبہ صرف مؤمن مخلص کو پسند ہے نہ کہ منافق کو، تو حضرت عمرؓ کا مؤمن مخلص ہونا خود حضرت علیؓ کی شہادت سے صاف واضح ہوگیا۔

۳. "ليس بعدك مرجع يرجعون اليه"

کہ تمہارے بعد مسلمونوں کا کوئی مرجع نہ ہوگا کہ جس کے ہاں وہ پناہ لے سکیں۔ اس سے صاف واضح ہوگیا کہ جناب امیر حضرت عمرؓ کو ایسا مثل خلیفہ جانتے تھے اور ان کا اعتقاد تھا کہ حضرت عمرؓ کے بعد مسلمانوں کا کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ ایسا ہی ایک خطبہ جنگ فارس کے متعلق بھی نہج البلاغہ میں مرقوم ہے چونکہ یہ خطبہ بہت طویل ہے اس لئے اس میں سے چند جملے لکھے جاتے ہیں۔

۱. "وهو دين الله اظهرة" ۲. "وجنده الذى أعده أمده"

۳. "ومكان القيم بالامر مكان النظام من الخرز يجمعه و يضمه الخ"

۴. "فانا لم نقاتل فيما مضى بالكثره و انما كنا نقاتل بالنصر و المعونة".

ان چاروں جملوں کو غور سے دیکھئے کی حضرت عمرؓ کے دین کو خدا کا دین فرمایا، دوسرے جملے ان کے لشکر کو خدا کا لشکر بتایا اور تیسرے میں انہیں "قیم بالامر" کے لقب سے یاد فرمایا جبکہ "قیم بالامر" اور قائم بالامر" کے القاب حضرات کی اصطلاح میں خالص اسلامی حاکم کے لئے استعمال ہوتے ہیں جب یہ لقب حضرت عمرؓ کو تفوض فرمایا تو ان کا خلیفہء برحق اور خالص اسلامی حاکم ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آخری جملے میں پھر دور نبوی ﷺ کی مثال دی کہ ہم اس زمانے میں اپنی کثرت کے بل بوتے پر ہرگز نہیں لڑے بلکہ خدا کی نصرت سے لڑے ہیں (۱۸)............(جاری ہے)

حواشی وحوالہ جات

(۱۶) حیات القلوب، ج/۲، ص/۳۹۵، دربیان جنگ خندق

(۱۷) جعفر حسین، مفتی، نہج البلاغہ مترجم، ص/۳۸۰ تا ۳۸۱، مطبوعہ امامیہ پبلی کیشنز اسلام پورہ لاہور

(۱۸) جعفر حسین، مفتی، نہج البلاغہ مترجم، ص/۳۹۶ تا ۳۹۷، خطبہ نمبر ۱۴۴، مطبوعہ امامیہ پبلی کیشنز اسلام پورہ لاہور

نظم و شعر

از: شورش کاشمیری مرحوم

آرزو

شورش کاشمیریؒ اپنے عہد کے ایک جلیل القدر بے باک اور نڈر قلم کار تھے۔ ان کے قلم سے نکلے ہوئے ادبی شہ پارے خاص ادبی مقام رکھتے ہیں۔ ہفت روزہ چٹان ان کا جاری کردہ اخبار تھا۔ انہوں نے ہر دور میں خداوندان دولت کا گریبان چاک کیا۔ اردو ادب میں شاید ابوالکلام آزادؒ کے بعد شورش جیسا ادیب پیدا ہوا ہو۔ ان کی یہ نظم ''آرزو'' ہر مسلمان کی آرزو ہے۔ اسی لئے اسے شامل اشاعت کیا ہے۔ ایڈیٹر

اگر اُم القریٰ میں خالقِ کونین نے شورش
بہ عہد احمدِ مُرسل ﷺ مجھے پیدا کیا ہوتا
حرا کی خاک میں تحلیل میرے جسم و جاں ہوتے
مری لوح جبیں پر آپ ﷺ ہی کا نقش پا ہوتا
قدوم سرورِ کونین ﷺ کی عظمت بحمد اللہ
میں خاک رہگذر ہوتا تو پھر بھی کیمیا ہوتا
دماغ و دل چمک اُٹھتے رُخِ پرُ نور کی ضَو سے
نظر اٹھتی جہاں تک جلوہ خیر الوریٰ ہوتا
بہر عنوان اُس ذاتِ گرامی پر نظر رہتی
کبھی اُن پر کبھی ان کے غلاموں پر فدا ہوتا
رسول اللہ کے ادنیٰ غلاموں کی ثنا لکھتا
کلام اللہ کے الفاظ میں نغمہ سرا لکھتا
شہنشاہوں کے تخت و تاج میرے پاؤں میں ہوتے
مِرا سر سیدالکونین ﷺ کے دَر پر جُھکا ہوتا
خدا وندانِ دولت کے گریبان پھاڑ دیتا میں
(ربّ) محمد ﷺ کی قسم قرآن کے پرچم گاڑ دیتا میں

نوٹ: آخری شعر میں ربّ کا اضافہ مسئلہ شرعی کی بناء پر کیا گیا ہے۔

سفر نامہ

ریڈ کراس

(گذشتہ سے پیوستہ)

محبتوں کی زمین، وادیِ غذر (اشکومن) کا ایک سفر

تحریر: امیر جان حقانی ای میل: ibshaqqani@gmail.com

SMS کا روگ

موبائل فون کے غلط اور بے جا استعمال کے نتیجے جو نقصانات وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں وہ بے حد مضر ہوتے ہیں۔ ان میں اخلاقی بے راہ وری اور بد کاری کو بھی فروغ ملتا ہے۔ نہایت ہی بے ہودہ اور نازیبا و فحش قسم کے SMS کے تبادلہ نے نوجوانوں کو مخرب اخلاق بنایا ہے۔ اس میں دو رائے نہیں کہ موبائل فون کے غلط استعمال نے ہماری معاشرت کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ کلاس رومز میں ہمارے طلبہ و طالبات گیمز میں مصروف رہتے ہیں او ر SMS تو معمول کی بات ہے۔ انتہائی معذرت سے عرض ہے کہ طلبہ میں SMS کے تبادلہ تو بڑی دینی درسگاہوں کے رواج عام پکڑ چکا ہے یقیناً یہ کوئی مثبت اور اچھی صورت حال نہیں ہے۔

ہمارے دوست برادرم شرافت الدین بھی کبھی کبھار محفل سخن میں شریک ہونے کی سعی کرتے مگر اچانک SMS کرنے لگ جاتے۔ SMS کا روگ بھی عجیب روگ ہے، جس کو لگ جائے اسکی جان نہیں چھوڑتا، اور پھر اگر انسان غیر شادی شدہ ہو تو اس کی تو راتوں کی نیند اُڑ جاتی ہے، بعض دفعہ یہی SMS انسان کے لئے بڑے مضر ثابت ہوتے ہیں۔ میرے بعض دوستوں نے تو SMS چینل کھول رکھے ہیں جو تمام باتیں SMS کے ذریعے ہی پوچھتے ہیں۔ کبھی کبھار تو یہ SMS اتنے مضحکہ خیز ہوتے ہیں کہ الامان والحفیظ، ایک اور فعل بذریعہ SMS سرزد ہوتا ہے وہ یہ کہ بعض اسلام بیزار لوگ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے ترجمے اور مفاہیم اپنی طرف سے نقل کر کے آگے فارورڈ کرتے ہیں اور اس سے مزید آگے فارورڈ نہ کرنے کی صورت میں سخت نتائج کا مژدہ سناتے ہیں۔ درالاصل اس قسم کے SMS من گھڑت اور واہیات ہوتے ہیں۔ انہی غلط SMS کی انفارمیشن پر مجھے اپنے نیٹ ورک سے ہاتھ دھونا پڑا اور کئی دن نمبر بند پڑا رہا اور تمام احباب سے رابطہ منقطع۔ برادرم شرافت الدین کی حالت دیدنی تھی، شاید وہ اپنی منکوحہ کو اپنی سفری کارکردگی سنا رہے تھے بذریعہ ایس ایم ایس، ان کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے، اور رسم رواج کے بندھن میں پھنسا یہ معاشرہ کب اسلامی اقدار کو اپنا لے گا۔ نوجوانوں کو اسطرح نہیں تڑپانا چاہیے۔ شادی بیاں اور نکاح کو جتنا ممکن ہو آسان بنانا چاہیے۔ عین اسلام کے مطابق!

رات کے مشاغل اور قاضی صاحب کے سفری معمولات

رات کافی بیت چکی تھی۔ قاضی صاحب اور دیگر علماء کے ساتھ مختلف موضوعات پر تفصیلی گفت وشنید ہوتی رہی، قاضی نثار احمد صاحب کی ایک عادت بھلی لگی، وہ سخت سے سخت بات کو بھی سنتے ہیں، اپنوں کے لئے ابریشم اور غیروں کے لیے سخت جان، یہاں بھی میں سفری واقعات قلمبند کرتا رہا۔ اکثر احباب مجھ سے گفتگو کرنا ضروری خیال

کرتے، بعض پھبتیاں کستے اور بعض دھیمے انداز میں طنز ومزاح کے نشتر چلاتے اور کچھ بڑے محتاط رہتے۔
جب سوئے تو لمبی تان کر سوئے، یکم اکتوبر ۲۰۱۱ء کو علی الصبح مؤذن کی آواز نے جاگنے پر مجبور کیا، اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگیں، قاضی صاحب ہمیں کہ رہے تھے کہ یوں گھوڑے بیچ کر سونا اچھی بات نہیں، وہ سفر اور حضر میں تہجد کی پابندی کرتے ہیں، یہاں بھی وہ تہجد پڑھ کر اپنے وظائف میں مشغول تھے، مجھے ان کے ساتھ کئی دفعہ سفر کرنے کا موقع ملا ہے، وہ ذکر واذکار اور اپنے معمولات کا بڑی تندی سے پابندی کرتے ہیں۔ حصن حصین میں ایک حدیث منقول ہے کہ جو شخص اپنے سفر میں تنہائی کے وقت اللہ تعالیٰ کے دھیان اور اس کے ذکر میں مشغول رہتا ہے تو اللہ تعالی ایک فرشتہ اسکا ہم سفر بنا دیتے ہیں۔ اور جو شعر وشاعری اور دیگر لغویات میں منہمک ہوتے ہیں اللہ تعالی ان کے پیچھے ایک شیطان لگا دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ "**والشعراء يتبعهم الغاوون**، تاہم یہاں وہ شاعری مراد جو حدود سے متجاوز ہو، ہاں حدود وقیود کے اندر رہ کر شاعری کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، مثبت اور معیاری شاعری کا ہونا تو ضروری ہے، شاعری سے حالات وکیفیات میں ٹھہراؤ آجاتا ہے اور لوگوں کے طبائع بھی نثر سے زیادہ نظم کو قبول کرتیں ہیں اور فوری اثر لیتی ہیں۔ مثبت اور تعمیری شاعری کی مکمل حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

یخ بستہ پانی سے وضوء، رومان وحقیقت میں کشمکش اور مخمصہ حیات

نماز فجر سے کافی پہلے یعنی صبح کاذب کو قضائے حاجت کے لیے دائن کے کھیتوں میں نکل گیا، چاروں طرف مکئی کی فصل کھڑی سردی سے ٹھٹھر رہی تھی اور میں بھی سرد موسموں کی وجہ سے سرتا پا ہل رہا تھا، تمام بدن میں کپکپی جاری تھی، اُف یا خدا! سرسراتے ہوئے یہ جھونکے۔ میں نیند کے خمار میں تھا تاہم یہ ضرور محسوس کر رہا تھا کہ ہوا کے سرد جھونکے دھیرے دھیرے سرگوشیوں میں مصروف تھے، شاید ان کی یہ وجد آفریں سرگوشیاں ایک نو وارد کے حوالے سے ہوں۔ اچانک دل ودماغ میں خیالات کا "ورود" ہونا شروع ہوا، اپنے متعلق عجیب وغریب باتوں نے آگھیرا، جس طرح دائن کی یخ ہواؤں نے جسم کے تمام حصوں کو منجمد کر دیا تھا بالکل اسی طرح مختلف وساوس اور خیالات نے دماغ کو فریز بنا دیا تھا۔ جسم اور دماغ کی اس کیفیت کے درمیان بیچارہ دل سراسیمہ تھا۔ ماضی اور مستقبل کے سارے مناظر ہاتھ جوڑ کر دست بدستہ کھڑے تھے۔ اپنی حالت اس شعر کے مانند تھی۔

عرصہ گاہ زندگی کا ہوں وہ رہرو جسے
فکر منزل ہے نہ کچھ اندیشہ سود و زیاں
ہوں میں وہ آشفتہ سر وہ بیخود جُوش طلب
جس کی حاجت راہبر کہ ہے نہ ذوق آستاں

یہ ایک حقیقت ہے کہ رومان حقیقت سے زیادہ دلکش ہوتے ہیں مگر رومان حقیقت نہیں ہوتے، حقیقت کے آئینہ دار ضرور ہوتے ہیں۔ میں اپنی اس کیفیت کا نام حقیقت رکھوں (جو واقعی حقیقت ہے) تو پھر یہ رومان لگتی ہے اور اگر رومان کا نام دوں تو حقیقت ہے۔ ذہنی نہاں خانوں میں کشمکش کی یہ لڑائی جاری تھی، میں جامد وساکت ایک کھیت میں کھڑا آسمان کے تاروں کو تک رہا تھا، دور کہیں چاند نیلگوں گہرائیوں میں ڈوب رہا تھا اور بادل کے سیاہ ٹکڑے اِدھر اُدھر دندناتے پھر رہے تھے۔ درخت بھی خاموشی سے میری حالت زار پر رو رہے تھے، اور کچھ غریب الدیار سمجھ کر ترس بھی کھا رہے تھے تاہم کچھ منچلے تو ڈھٹائی سے ہنس رہے تھے۔ مجھے درختوں کا یہ رویہ اچھا نہیں

لگا۔ چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ قریب کہیں دریائے غذر کی سرکش موجیں مدھم سروں میں کوئی پریمی نغمہ الاپ رہی ہیں۔ اللہ اللہ!!! کشمکش حیات کی یہ ہنگامہ آرائیاں۔ ہر شے پر دلاویز مسکراہٹ جھلک رہی تھی، بس میں ہی تھا جو قلابازیاں کھا رہا تھا اور مجھے لگ رہا تھا کہ فضائے بسیط میں کوئی مقدس ہستی مجھ پر کھلکھلا رہی ہے اور اس کے مخلوقات میری درماندگی و بیچارگی پر مسرور ہیں اور مجھے یہ باور کرانے پر تلے ہوئے ہیں کہ کشاکش حیات کی حیرانگی وشوریدگی پر یقین کرلو، مجھے اس عالم پر کیف کی شوریدگیوں پر بادل نخواستہ بھی یقین کرنا ہی پڑا۔ بالآخر یخ بستہ پانی سے وضوء کیا جو کہ چشمہ کا تھا، اس وقت میرا پورا جسم سردی سے کانپ رہا تھا اور قریب بیٹھے دوست بھی میری ٹھٹھراہٹ پر کھکھلاہٹ کا مظاہرہ کر رہے تھے، سچ بات یہ ہے کہ مجھ سے سردی برداشت نہیں ہوتی وہ بھی غذر کی۔

دائن کا جائزہ اور پل کی خستہ حالی

ناشتے کے بعد میں کھسک کر باہر نکل گیا اور دائن کا جائزہ لینے لگا، دائن ایک خوبصورت گاؤں ہے، یہاں انگور، ناشپاتی، سیب، خوبانی، انار اور بادام کے درخت وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ دائن سے پکورا کا منظر بڑا خوبصورت دکھائی دیتا ہے، چٹورکھنڈ اور دائن جڑواں گاؤں ہیں مگر درمیان میں دریا حائل ہے، ایک پل کے ذریعے دونوں کو ملا دیا گیا ہے اور اس پل کی خستہ حالی کی کا کیا کہنا، ہمارے ہاں عموماً اشیاء کی خستہ حالی مثالی ہوتی ہے، ہم نے کبھی بھی سنجیدگی سے خوش حالی کو نہیں سوچا ہے۔ یہ ہمارا قومی المیہ اور وطیرہ ہے اور بدقسمتی سے ہم اس پر فرحاں و شاداں بھی ہیں۔ اور قوم کی اس خستہ حالی اور بدحالی کے نام پر عالمی ڈونرز سے بھاری رقوم لیتے ہیں اور ہڑپ کر جاتے ہیں، اس چھینا چھپٹی میں حکومت کے ساتھ ساتھ مقامی اور ملکی و بین الاقوامی این جی اوز (NGOs) بھی شریک ہیں۔ آؤمل بیٹھ کر کھائیں والا سلسلہ گزشتہ کئی دہائیوں سے ساری و جاری ہے۔

اشکومن کے مختلف گاؤں

تحصیل اشکومن میں کئی خوبصورت گاؤں ہیں جن میں سلپی، گولوداس، ہابس، فمانی، برگل، چٹورکھنڈ، بارجنگل، دائن، پکورہ ایمت وغیرہ قابل ذکر ہیں، چٹورکھنڈ اشکومن کا کیپٹل ایریا ہے اور پیر کرم علی شاہ کا آبائی گاؤں بھی ہے۔ پیر صاحب کی حویلی بہت مشہور ہے جس پر کروڑوں خرچ کرکے بنائی گئی ہے، پیر کرم علی شاہ اپنے حلقہ انتخاب سے ہمیشہ جیتا ہے، اب کی بار تو وہ جیت کر پھر جیتا ہے، اب شاید دوبارہ اس کا نمبر نہیں آئے گا کیونکہ ضلع غذر کے لوگ اب بہت ہوشیار ہو گئے ہیں، اور پیر صاحب مرحوم کی عمر کا تقاضہ بھی ہے، انہوں نے بڑی تگ ودو کرکے گورنر کا عہدہ ہتھیا لیا ہے، جب وہ گورنر بنے تو ان کی سیٹ پر ناجی نے بھاری اکثریت سے جیتا۔ بہر صورت پیر کرم علی شاہ، شاہ سے زیادہ شاہ (اسلام آباد کے شاہوں کی بات ہو رہی ہے) کا وفادار ہونے کا عملی مظاہرہ کررہے ہیں اور قومی مسائل پر توجہ کے بجائے ذاتی مفادات کی تکمیل میں مصروف ہیں۔

اشکومن کا آخری گاؤں ایمت ہے، اس کی سطح سمندر سے بلندی 6500 فٹ ہے۔ اشکومن میں بالعموم اور ایمت میں بالخصوص مختلف زبانیں بولی جاتیں ہیں، سب سے زیادہ بولی جانی والی زبان وخی ہے۔، پھر بالترتیب شینا، کھوار، گوجری، پشتو، کاشغری، کوہستانی، فارسی اور بروشکی بولی جاتیں ہیں۔ یوں مقامی کلچر ایک خاص قسم کا مربہ بن گیا ہے۔

دریائے غذر پر "پگڈنڈی پلوں" کی بھرمار اور ڈراؤنی کیفیت

ضلع غذر کے تمام گاؤں دریا کے آس پاس ہیں۔ نالوں کی شکل میں آبادی بہت کم ہے، ضلع دیامر میں دریا کے ساتھ آبادیاں ضرور ہیں مگر اصل آبادیاں نالوں کی شکل میں ہیں۔ ضلع غذر میں دریا کو عبور کرنے اور ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو ملانے کے لیے جگہ جگہ "پگڈنڈی پل" بنائے گئے ہیں۔ لوگ ان پلوں کے ذریعے دریا کراس کرتے ہیں، بہت سارے پل خطرناک حد تک ڈراؤنے لگ رہے ہیں اور اگر ہوا تیز چلے تو یہ پل الٹ ہی جاتے ہیں۔ ان پلوں کے ذریعے صرف انسان ہی ایک طرف سے دوسری طرف جاسکتے ہیں۔ گاڑی کا گزارنا ممکن نہیں، لوگ رسک لے کر اپنے ساتھ ہلکا پھلکا سامان بھی اُٹھا لاتے ہیں۔ کئی قیمتی جانوں کا ضیاع ہو چکا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ اسماعیلیوں کا مذہبی پیشوا پرنس کریم آغا خان اور حکومت وقت اس پر چپ سادھ کیوں لئے بیٹھے ہیں۔

دائن میں سیپ گرلز سکول کی بے چارگی

میں دائن کا وزٹ کرتے کرتے ایک سڑک سے گزر رہا تھا ایک عمارت کے اندر سے "پاک سرزمین شاد باد، کشور حسین شاد باد" کی سریلی آواز سنائی دی۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ یہ دائن کا سیپ گرلز سکول ہے، معصوم بچیوں کی محسور کن آوازوں نے مجھے سکول کے اندر جانے پر مجبور کر دیا۔ تمام بچیاں لب آتی اور پاک سرزمین کے خوبصورت ترانے کے ذریعے ملک وملت کی سلامتی کے لیے اجتماعی طور پر دعا گوہ تھیں۔ بڑے شہروں اور بند کمروں میں بیٹھ کر ملکی محبت کے نام نہاد علمبرداروں اور بھاری معاوضوں کے بدلے سرکاری امور انجام دے کہ ملک وملت کی پاسبانی کے دعویداروں کو یہ بات سمجھ ہی نہیں آسکتی کہ ملک وملت کے اصل پاسبان اور محبّ تو یہی لوگ ہیں جو زندگی کی تمام بنیادی سہولیات سے محروم ہونے کے باوجود محبت کا حق ادا کر رہے ہیں۔ مجھ سے اگر کوئی پوچھے کہ اصل پاکستانی کون ہے تو میرا سیدھا سادھا جواب ہوگا کہ گوہر آباد کے مارتل میں رہنے والا "گجر گونیا انکل" اور دائن کے سیپ سکول میں بغیر لالچ اور ستائش کے ملک وملت کی سلامتی کے لیے دعائیں مانگنے والی وہ تمام بچیاں اور بچے ہیں اور جو ملک کے کسی بھی پسماندہ گاؤں میں ہوں، اور پہاڑوں میں رہنے والا وہ غریب طبقہ جو باوجود آن پڑھ ہونے کے اردو بولتا ہے اور سمجھتا ہے، اور اردو سے محبت کرتا ہے، یہی حال انکل گوجر گونیا کا ہے۔ کیا اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ارباب حل وعقد نے کبھی ان غریب محبّ وطن پاکستانیوں کی بھلائی کا سوچا ہے؟ یقیناً نہیں، وہ کیوں سوچے، ان کی ترجیحات ہی کچھ اور ہیں۔ خیر! دائن میں چار سکول ہیں۔ ا۔ ڈی جی پرائمری سکول ۲۔ نان فارمل پرائمری سکول، ۳۔ پرائمری سکول اور سیپ گرل سکول، جس میں میں گیا تھا۔ میرے ساتھ ایک مقامی آدمی بھی تھا انہوں نے اسکول اسٹاف سے میرا تفصیلی تعارف کروایا۔ یہاں ایک سرکاری پرمنٹ ٹیچر ہے اور دو کمیونٹی استانیاں ہیں، اکیسوی صدی میں مجھے یہ انوکھی بات سننے کو ملی کہ گورنمنٹ کی طرف سے ان دو کمیونٹی استانیوں کو ماہوار 150 روپے تنخواہ ملتی ہے۔ ان میں ایک میٹرک پاس اور ایک انٹر میڈیٹ ہے، ڈائیریکٹوریٹ آف ایجوکیشن کی ان کے ساتھ یہ ہمدردانہ سلوک کا دورانیہ چھ سال پر مبنی ہے اور ہنوز جاری ہے۔ اس سکول میں 45 بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ تینوں استانیاں اپنے مسائل بیان کر رہی تھیں، کہ بس میں ان کے مسائل حل ہی کر دوں گا۔ میں نے ان کی توجہ اس علاقے کے باسی گورنر پیر کرم کی طرف کروانی چاہی تو انہوں نے کہا کہ گورنر صاحب اور علاقے کے ڈسٹرکٹ ممبر کئی دفعہ تشریف لا چکے ہیں مگر...... بچیوں کے لیے بیٹھنے کی کرسیاں تو چھوڑو،

دریاں تک نہیں ہیں، ان کی سینئر کا مطالبہ تھا کہ میری دونوں کو لیگ کو ریگولر کیا جانا چاہیے۔ ہم نے گورنر کے سامنے تمام باتیں رکھیں ہیں مگر صرف وعدے وعید سے کام لیا جارہا ہے، تین کمروں اور تین ٹائلٹوں پر مشتمل یہ سکول پرائیوٹ کمیونٹی اور ڈسٹرکٹ کونسل کے فنڈ سے تعمیر ہوا ہے۔ جس آدمی نے سکول کے لیے جگہ دی ہے اسکو سکول کا گریڈ ون لگانا تھا جو نہیں لگایا جارہا ہے، بہرصورت ان سے تمام مسائل سننے کے بعد ان سے یہ وعدہ کرکے رخصت ہوا کہ آپ کے مسائل ارباب اقتدار اور صاحبان بست وکشاد تک ضرور پہنچائیں گے۔ یوں آج ان سطور کے ذریعے اپنے وعدے کا ایفا کررہا ہوں۔

ریٹائرڈ صوبیدار حاجی نیک بخت سے ملاقات

انہوں نے پاک آرمی میں ۲۴ سال خدمات انجام دیں ہیں اور اب انکھوں سے معذور ہیں۔ 1995ء میں دعوت تبلیغ میں وقت لگایا، اسماعیلی مکتبہ فکر کو خیر آباد کہ کر اہلسنت برادری میں شامل ہوگے اور مذہب حقہ کی ترویج وتنفیذ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہے۔ ان کے ساتھ بڑی تفصیلی گفتگو ہوئی، ان کا کہنا ہے کہ ان کی پوری برادری اب بھی اسماعیلی ہی ہے مگر آپس کی خوشی غمی میں آنا جانا رہتا ہے۔ تبدیلی مذہب سے معاشرتی زندگی میں کوئی بگاڑ پیدا نہیں ہوئی ہے۔ یہی اصل دینی مزاج ہے کہ انسان انسان کی قدر کریں، اسلام نے ہمیشہ دوسروں کی قدر واحترام کا درس دیا ہے اور صبر وتحمل کی تلقین کی ہے، بدقسمتی سے ہمارے ہاں اسکا شدید فقدان ہے۔ علاقے میں ان کی دینی خدمات کا بڑا غلغلہ ہے، کئی مسجدیں تعمیر کرواچکے ہیں۔ باتوں باتوں سے پتہ چلا کہ نماز فجر کے بعد قاضی نثار صاحب بھی ان کے ساتھ ملاقات کرچکے ہیں۔ وہ بھی ان سے بڑے متاثر تھے۔ حاجی صاحب علاقے کے مسائل پر بھی بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔ انہوں نے ناشپاتی اور دیگر فروٹ کے ذریعے ہماری ضیافت کی اور خشک میوہ جات دیکر رخصت کیا۔ حاجی صاحب کا کہنا تھا کہ پیر کرم علی شاہ ۴۲ سال سے علاقے کے نمائندہ ہیں مگر کبھی اس علاقے کے لیے کچھ نہیں کیا۔ علاقے کی پسماندگی آپ کے سامنے ہے۔ ہنستے ہوئے۔ اب تو وہ سیاست اور حکومت سے ریٹائرڈ ہونے والے ہیں لہذا علاقے کے مسائل سے انہیں کیا سروکار۔ ناجی بھی الیکشن سے پہلے بڑی بڑی باتیں کرتے تھے، کئی دفعہ یہاں آیا تھا مگر جیتنے کے بعد دوبارہ یہاں کا رخ نہیں کیا۔

مدرسہ حدیقۃ الاسلام چٹورکھنڈ میں

یکم اکتوبر صبح 9 بجے دائن سے مدرسہ حدیقۃ الاسلام واقع چٹورکھنڈ معلم آباد کی طرف نکلے۔ اس کے مدیر و رئیس مولوی نادر شاہ صاحب ہیں، مولوی نادر شاہ جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں۔ فراغت کے بعد اپنے علاقے میں دینی خدمات کا سلسلہ جاری کررکھا ہے۔ میری ناقص معلومات کے مطابق مدرسہ حدیقۃ الاسلام چٹورکھنڈ کی باقاعدہ اولین دینی درسگاہ ہے۔ اور وفاق المدارس کے ساتھ ملحق ہے۔ جامع مسجد چٹورکھنڈ اور مدرسہ ایک ساتھ واقع ہیں۔ مسجد کمیٹی کے چند ممبران اور مدرسہ کے اراکین میں کچھ چپقلش تھی جس کو سلجھانے کو ضروری خیال کیا گیا تھا، قاضی نثار صاحب نے طرفین کی بات تفصیل سے سنی، مسجد کمیٹی والے اپنی بات پر مصر تھے۔ کچھ ایسے احباب تھے جو دین کا فرضی جذبہ لیے اندرون خانہ مسجد ومدرسہ دونوں کے لیے کینہ رکھتے تھے۔ اردو لٹریچر پڑھ کر علوم عربیہ واسلامیہ پر عبور حاصل کرنے والا یہ طبقہ دین کی اصل روحانیت سے ہمیشہ عاری رہا ہے مگر بزعم خویش خود کو بڑا مفکر اور مصلح سمجھتا ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ دینی امور میں ٹانگ اڑاتے ہیں جو مضحکہ خیز ہوتے ہیں، جہاں پر بھی یہی معاملہ تھا۔ بہرصورت مولوی نادر شاہ مکمل یکسوئی اور خاموشی کے ساتھ رہے۔ ان پر تلخی اور سختی کا

الزام تھا مگر پورے دو دن وہ مہمان علماء کے سامنے مہر بلب رہے۔

جامع مسجد چٹورکھنڈ میں اجتماع عام

دس بجے عوام الناس نے مسجد آنا شروع کیا، بڑی تعداد نے شرکت کی۔ قاضی نثار صاحب کی ایماء اور دیگر احباب کی اصرار پر احقر راقم الحروف نے بھی ''اخلاق مصطفیٰ ﷺ اور ہماری حالت زار'' کے عنوان پر تفصیلی گفتگو کی۔ میری گفتگو کا لب لباب کچھ یوں تھا۔

''حمد و ثناء کے بعد: سورۃ القلم کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی اور ان کی مختصر تشریح کے بعد'' وانک لعلی خلق عظیم'' پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

''جب بھی اس آیت کو کوئی پڑھتا ہے تو یوں کہتا ہے کہ ''نبی کریم ﷺ بہت با اخلاق تھے'' بے شک تھے مگر ایک طالب علم کی وضاحت یوں ہے کہ با اخلاق تو دنیا میں ایسے ایسے موجود ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ صرف با اخلاق ہونا قرب خداوندی کی اساس نہیں، تاہم یہ بہت اچھی صفت ہے جو کسی کسی کے حصہ میں آتی ہے۔ انک لعلی خلق میں علی استعلاء کے لیے اتا ہے، نبی کریم ﷺ اخلاق کی اس بلندی پر کھڑے ہیں کہ اخلاق کی انہیں کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ اخلاق کو پیارے حبیب ﷺ کی ضرورت ہے۔ اخلاق ہاتھ جوڑ کر آپ کے نیچے ہے اور آپ کے جوتیوں کے تلے۔ جہاں اخلاق کی انتہا ہے وہاں محبوب کی ابتدا ہے، جتنی مرضی اخلاق کے محل بنا لیے جائیں اور مینارے تعمیر کیے جائیں اور اخلاق کے کے۔ٹو اور ننگا پربت سے اونچی چوٹیاں بنا لیے جائیں مگر جہاں محمد عربی ﷺ فداہ ابی و امی کے جوتے ہیں وہاں اخلاق کا سر ہے۔ اخلاق اخلاق کے رٹ لگانے والو! اخلاق سے کہا جائے کہ ذرا خیال سے چلو، جہاں وہ جائے گا تو لوگ کہیں گے کہ بڑا اخلاق والا آیا ہے مگر جہاں میرے آقا مدنی ﷺ کے قدم پڑیں گے وہاں اخلاق کے چشمے صافی ابل پڑیں گے''۔ بہر صورت آج مسلمانوں کو نبی ﷺ کی قدموں والا اخلاق اپنانا چاہیے نہ کہ مغرب کے بوسیدہ اخلاقیات پر سر جھکانا چاہیے۔

برادرم شرافت الدین نے بھی مجمع عام سے خطاب کیا مگر تفصیلی خطاب تو حضرت مولانا قاضی نثار احمد کا ہی ہوا۔ قاضی نثار احمد ایک جید عالم دین ہیں، اللہ نے انہیں بڑی اچھی خوبیوں سے نوازا ہے۔ وہ درس تدریس کے ساتھ ایک اچھے خطیب بھی ہیں۔ ان کی تقریر میں عجب اثر ہے، کبھی انداز بڑا سخت ہوتا ہے اور کبھی ابر نسیم کی طرح نرم، ان کی آواز بہت بلند، ترلی اور مؤثر اور لحن بہت ہی دلپذیر، انہوں نے سلیس اور سادہ انداز میں عوام الناس سے بڑی شستہ گفتگو کی۔ ان کی تقریر دلپذیر ہوتی ہے۔ قرآنی آیات و احادیث مبارکہ کی انبار لگاتے ہیں۔ اسماعیلی مکتبہ فکر کی بڑی تعداد بھی تھی، قاضی نثار احمد نے اسماعیلی اور سنی بھائیوں کو محبت اور آشتی سے رہنے کی تلقین کی۔ گلگت میں ہونے والے واقعات و حادثات کا بڑا تفصیلی جائزہ لیا اور یہ بات واضح کردی کہ حالات کی کشیدگی میں ایک مخصوص ٹولہ ملوث ہے۔ اظہار حقیقت کوئی برائی نہیں۔ بہر صورت قاضی نثار احمد کا خطاب جتنا دلنشیں تھا اتنا ہی دلوں کو موہ لینے والا بھی تھا۔

پھکورا کا وزٹ

چٹورکھنڈ سے چار میل کی مسافت پر پھکورا کی آبادی ہے۔ ہمارا قافلہ پھکورا میں ایک مسجد کے کچھ امور سلجھانے گیا تھا، وہاں قاضی صاحب اور دیگر علماء نے مقامی لوگوں سے مشاورت کی، مسجد اور مدرسے کی نوعیت دیکھی اور مسجد میں مجمع عام سے خطاب بھی کیا۔ میں اور برادرم عبداللہ ایک دیوار کی نکڑ پر بیٹھ کر پکورہ کا جائزہ لے رہے تھے،

دائیں بائیں کا منظر دیدنی تھا، چارسو سبزہ تھا تاہم خزاں کی آمد آمد تھی، عورتیں کھیتوں میں کام کاج کرتیں نظر آرہیں تھیں، بچے ہاتھ ہلا ہلا کر اظہار محبت کر رہے تھے، قافلے کے چند نوجوان پھکورا کے نالے میں بہنے والا شفاف پانی سے ہاتھ پاؤں دھو رہے تھے، چار سو پہاڑوں میں گھری اس وادی میں کئی بہتے جھرنے ہیں، ان تمام جھرنوں، گلیشیروں اور آبشاروں کا بہتا پانی دریائے اشکومن میں جا گرتا ہے اور پھر دریائے غذر کے نام سے دریائے سندھ میں جا شامل ہوتا ہے۔

میں بھی شکستہ دل کو لئے پکورہ میں بہنے والے نالے کی طرف چل پڑا، برادرم عبداللہ بھی خرامے خرامے اُترائی اُترنے لگے۔ شفاف پانی تھا، وہاں ہر قسم کے پتھر دیکھنے کو ملے۔ ضلع غذر کی خلقت بھی عجیب ہے۔ موسم بہار بالخصوص موسم گرما میں ضلع غذر کو سیاحوں کی جنت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

گلگت بلتستان کو خوبصورتی بالخصوص ضلع غذر کی ہیئت، حسن جمال کو سامنے رکھ کر میرے دوست عبدالکریم کریمی نے ایک دل آویز غزل کہی ہے جس کے چند بند یہاں آپ کو محظوظ کرنے کے لیے درج کئے جاتے ہیں۔

فلک کے ماہ و اختر بولتے ہیں
پہاڑوں کے یہ پتھر بولتے ہیں
اسے کہتے ہیں سیاحوں کی جنت
یہاں کے سب گل و تر بولتے ہیں
پہاڑی سلسلوں میں ہر قدم پر
زمرد لعل و جوہر بولتے ہیں
اچھلتی کودتی نہروں کی مستی
چمن میں اب کوثر بولتے ہیں
لب دریا پہ ٹیلے ریت کے ہیں
ذرا تو دیکھیے زر بولتے ہیں
ذرا اُڑ کر یہاں کے تو کو دیکھو
پرندوں کے کھلے پر بولتے ہیں
کھڑا کس شان سے ہے ننگا پربت
مناظر اس کے اکثر بولتے ہیں

گلگت بلتستان کے بے شمار آبشاروں، جھرنوں، چشموں اور گلیشیروں سے بہنے والا پانی کئی دریاؤں کے نام سے بالآخر دریائے سندھ بن جاتا ہے اور دریائے سندھ کے پانی پر حق بھی یہاں کے مقامی لوگوں کا ہے مگر بدقسمتی سے دیامر میں ڈیم بنا کر اس کی ریالٹی اور دیگر مراعات صوبہ خیبر پختون خواہ کو دی جاتی ہیں، یہ کونسا نظام حکومت اور انصاف کا تقاضہ ہے، غرقابی کا شکار ہم ہوں اور مراعات اور سہولیات کوئی اور سمیٹے۔ کم سے کم میری سمجھ سے بالاتر ہے۔

نالے سے بہنے والا پانی اور ریتلی زمین میں نیلے پتھروں سے کھیل رہا تھا اچانک وادی پکورہ کی طرف نظریں

گھوم گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ مرد و زن اور پیر و جواں اکھٹے کام کرتے نظر آ رہے ہیں، سکول کے بچے بچیاں گھروں کو لوٹ رہے ہیں، عجیب مناظر دیکھنے کو ملے۔ یہاں محبت، زندگی کے منتشر اجزا کو جمع کرنا شروع کرتی ہے اور محبت کے بے پناہ جذبے دیکھنے کو ملے۔ سچ کہا کسی نے کہ غذر محبتوں کی زمین ہے، محبتیں اور پیار یہاں خوب ملتا ہے، پہلے ہم نے کتابوں میں پڑھا تھا اور احباب سے سنا تھا اور اب خود دیکھ کر پڑھا اور سنا ہوا پر یقین آنے لگا۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ زمین واقعی شہیدوں اور غازیوں کی سرزمین ہے، میری ملاقات کارگل کے جنگ میں شرکت کرنے والے کئی غازیوں اور کئی ریٹائرڈ فوجی بزرگوں سے ہوئی۔ ان کا وطن اور گلگت بلتستان کے لیے جذبہ دیدنی تھا اور ناقابل بیان بھی۔ امارت اسلامی افغانستان میں بھی وادی غذر کے کئی سپوتوں نے جرأت و ہمت کے جھنڈے گاڑ دیے ہیں، کئی شہید ہوئے ہیں اور کئی دوست اب بھی موجود ہیں جو دل و دماغ سے اسلامی نظام حکومت اور نظام خلافت راشدہ کے احیاء کے لیے بے تاب ہیں، خدا ہمیں ان شہداء اور غازیان اسلام کی برکت جو پوری دنیا میں بغیر طمع و حرص کے کفر سے برسر پیکار ہیں کی بدولت نظام اسلامی سے مالا مال فرمائے اور اسلام کا اولین سنہرا دور جیسا دور و عروج دکھا دے۔ آمین

پھکورا میں ظہرانہ

پھکورا میں مولوی رقیب اللہ اور برادرم غیاث کے گھر میں ظہرانہ تھا، مختصر طعام کے بعد پکورہ کی مرکزی جامع مسجد باب الجنۃ میں جانا ہوا، یہاں عوام الناس کی بڑی تعداد جمع تھی، قاضی نثار صاحب نے ان سے تفصیلی خطاب کیا اور تنظیم سازی کی۔

باب الجنۃ میں مہانوں پر پھول نچھاور کیے جا رہے تھے، سکول کے بچے جگہ جگہ مہانوں کے استقبال مین کھڑے تھے اور کچھ نوجوانوں نے سیکورٹی کے انتظامات کا سلسلے کو سنبھالا ہوا تھا، ہم نے یہ منظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لوگ واقعتاً دل سے قدر کرتے ہیں۔ عجب اتفاق تھا کہ شرکاء استقبال میں بڑی تعداد اسماعیلی برادری کی بھی تھی جو بڑے پیار محبت سے ملتے تھے۔ اور قاضی نثار صاحب جگہ جگہ اپنے خطاب میں اہلسنت برادری سے گزارش کرتے کہ ''اسماعیلی برادری کے ساتھ رواداری وتلطف اور امن کے ساتھ رہیں کیونکہ وہ آپ کے ہمسایہ ہیں اور آپس میں خونی رشتہ داریاں بھی ہیں، گلگت جیسے حساس شہر میں بھی کبھی اسماعیلی اور سنی اختلاف اور جھگڑا نہیں ہوا ہے۔ اگر کسی نے شعوری یا لاشعوری طور پر فساد یا دنگا کی کوشش کی بھی تو جانبین سے گزارش ہے کہ صبر و تحمل سے کام لیں، صبر کرنے والوں کو اللہ کے ہاں بے حد عزت دی جائی گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں دخول کی اجازت دی جائے گی۔ اور اپنے عمل اور اخلاق کریمہ سے ثابت کریں اور ان کے ساتھ تشدد، سختی اور زیادتی والا معاملہ سے گریز کریں''۔

قاضی نثار نے مزید کہا کہ ''آپس کے نظم و نسق اور طرز معاشرت کو مثالی بناؤ، چٹورکھنڈ، پھکورا اور دائن کے علماء اور عوام الناس سے گزارش کی کہ آپس میں اتحاد و یکجہتی قائم کر کے جماعت کا نظم بناؤ اور ہمیشہ ہمارے ساتھ رابطے میں رہو، اب کمیونیکیشن گیپ ختم ہونا چاہیے اپنی کارکردگی اور محنت سے وقتاً فوقتاً ہمیں آگاہ کرتے رہو''

چٹورکھنڈ سے واپسی

ظہر کی نماز اور پھکورا کی باب الجنۃ سے فارغ ہو کر واپسی کے لیے سامان سفر باندھ لیا اور اشکومن کی ایک بڑی تعداد نے اپنے مہانوں کو رخصت کیا اور یوں ہم لوگ ان کی محبتیں سمیٹ کر روانہ ہوئے۔ ہمارے قافلے کے

ساتھ کئی گاڑیاں اور درجنوں موٹر سائیکلیں تھی جو ہمیں الوداع کرنے کے لیے سلپی پل تک آئے۔ پولیس والوں نے بھی سیکورٹی کا حق ادا کیا۔

قاضی نثار صاحب کی ایک نیک خصلت

یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ قاضی نثار صاحب سیکورٹی پر مامور پولیس اہلکاروں کا بے حد خیال رکھتے ہیں، جہاں بھی خورد ونوش کا سلسلہ چلتا وہاں قاضی صاحب اپنے میزبانوں سے پوچھتے کہ بھائی پولیس والوں کو کھانا کھلایا ہے، اکثر ایسا ہوتا کہ ان تک چائے اور کھانا پہنچ چکا ہوتا اور بعض دفعہ میزبان جھینپ سے جاتے اور کہتے کہ حضرت ابھی پہنچاتے ہیں۔ میں نے بارہا دیکھا کہ وہ اپنی پلیٹ سے گوشت کی بوٹیاں اٹھا اٹھا کر پولیس والوں کی جانب بڑھا دیتے۔ جب گلگت پولیس نے گلاپور میں سیکورٹی کے انتظامات غذر پولیس کے حوالے کیا تو قاضی صاحب نے گلگت پولیس کے لیے بہترین انگور راستے میں کھانے کے لیئے خرید کر دیے۔ ہمارے وی آئی پی کلچر میں ایسی باتوں کو متروک سمجھا جاتا ہے اور بعض دفعہ تو سیکورٹی پر مامور اہلکاروں کو قضائے حاجت تک کی اجازت نہیں دی جاتی، اگر آپ کو وزیروں اور مشیروں کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملا ہے تو آپ نے ضرور دیکھا ہوگا۔ میں خود کئی ایسی واقعات کی چشم دید گواہ ہوں اور سیکورٹی اہلکاروں سے ناز یبا سلوک کی کئی داستانیں زبان زدعام ہیں۔ مغرب کے اس غلیظ کلچر سے جب تک جان نہ چھڑائی جائے تب تک ہم ان کی تقلید میں کھڑے ہو کر پیشاب کرتے رہیں گے۔

گلمتی میں قبور کی زیارت

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اللہ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے تو اس کو ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا اور جو (نیک بخت) شخص ماں باپ کی زیارت کرے گا، فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں گے۔ زیارت قبور بالخصوص روضہ رسول اکرم پر حاضری تو کسی سعادت سے کم نہیں، قاضی صاحب نے اپنے اباواجداد کے قبور کی زیارت کی اور طویل دعائیں مانگی، قافلے کے دوسرے ارکان بھی ان کے ساتھ دعاؤں میں شریک ہوئے مگر جلد ہی وہ ادھر اُدھر سرکنے لگے مگر قاضی صاحب دیر تک دعا مانگتے رہے، ہمارے ایک دوست اور جامعہ کے استاد کا بھی معمول ہے کہ ہر جمعرات کو اپنے والدین کے قبور پر حاضری دیتے ہیں اور دعاؤں کا اہتمام کرتے ہیں۔

نماز عصر کے بعد گلگت روانگی

عصر کی نماز گلمتی کی جامعہ مسجد میں ادا کرنے کے بعد گلگت روانہ ہوئے۔ اب تک سیکورٹی کے انتظامات غذر پولیس کے پاس تھی، گلاپور سے آگے سیکورٹی کی ذمہ داریاں گلگت پولیس نے سنبھال لی، انسپکٹر عبدالروف اپنی پلاٹون لیے کھڑا تھا، یوں ان کی معیت میں گلگت پہنچ گئے، قافلے کے تمام احباب مسرت امیز لہجے میں محو گفتگو تھے۔ سب کے ریمارکس یہی تھے کہ سفر بے حد اچھا رہا اور اپنے مقاصد پورے کرنے میں کامیاب رہا۔ چٹورکھنڈ کی مسجد و مدرسہ کے بگڑے معاملات بھی سدھر گئے۔ بقول مولوی اکبر کے "یہ علماء کرام کے دورہ اور دعاؤں کی برکت کا نتیجہ ہے۔ کہ مولوی میر نادر شاہ اور مسجد انتظامیہ شیر وشکر بن گئے"۔ الحمدللہ علی ذلک

☆☆☆☆

تصنیف وتحقیق: امیر جان حقانی (تیسری قسط)

خطیب گلگت قاضی عبدالرزاق گلگتی مدظلہ

(فاضل دارالعلوم دیوبند) (1906ء تا 1986ء)

الحمداللہ! پوری دنیا کی طرح گلگت بلتستان میں بھی فاضلین دارالعلوم دیوبند کی ایک معقول تعداد نے دینی خدمات انجام دیں ہیں۔ جنگ آزادی گلگت بلتستان میں بھی ان اکابر علماء اوران کے تلامذہ کی لازوال خدمات شامل ہیں۔ ان اکابر علماء کی خدمات پر مشتمل ایک تحقیقی کتاب "مشاہیر علماء گلگت بلتستان" کے نام سے معروف کالم نگار امیر جان حقانی نے مرتب کی ہے جو آئندہ "ادارہ نصرۃ الاسلام" کی طرف سے قسط وار شائع کی جارہی ہے۔ گلگت بلتستان کے فاضلین دارالعلوم دیوبند میں صرف مولانا حبیب اللہ صاحب حفظہ اللہ حیات ہیں۔ باقی تمام حضرات راہی دارالبقاء ہوئے ہیں۔ قارئین اس تحقیقی کتاب کے متعلق اپنی خیالات/تجاویز اور مفید مشورے ہمارے ساتھ اس نمبر 03462974626/ibshaqqani@gmail.com یا ادارے کے ایڈریس پر تحریری طور پر شیئر کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

تدریس: ۱۹۲۳ء میں مدرسہ مظہر العلوم کراچی میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ پھر ۱۹۴۲ء میں مدرسہ ارشادالعلوم لاڑکانہ میں صدر مدرس رہے۔ ۱۹۲۸ء کو مدرسہ قاسم العلوم لاہور میں بطور صدر مدرس تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر ۱۹۳۲ء کو دارلفیوض سندھ میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۳۹ء دارالعلوم دیوبند میں درجہ علیا کے استاد اور شیخ التفسیر رہے، پھر ۱۹۴۴ء میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مدرس اعلی رہے، ۱۹۶۳ء میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ التفسیر کے منصب پر فائز ہوئے اور تقریباً بارہ سال تک خدمات انجام دیتے رہے۔

بیعت واجازت: آپ حکیم الامت تھانویؒ سے بیعت تھے اور مفتی محمد حسن امرتسریؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔

تصانیف: آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی جن میں علوم القرآن، سوشلزم اور اسلام، معین القضاۃ و المصنفین عربی، شرح ضابط دیوانی، عالمی مشکلات اور ان کا قرآنی حل، تصوف اور تعمیر کردار، مفردات القرآن، اسلامی جہاد، کمیونزم اور اسلام، احکام القرآن اور مشکلات القرآن وغیرہ قابل ذکر ہیں (ان کے علاوہ بھی حضرتؒ کی درجنوں کتب ہیں جو منصۂ شہود پر ہیں، مؤلف کتاب)

اہم کارنامے: دارالعلوم دیوبند کی طرف سے شہر دھانند کے فتنہ ارتداد اور شدھی تحریک کی روک تھام کے لیے جن پچاس مبلغین بھیجے تھے ان کے قائد آپ تھے۔ آپ کی مخلصانہ تبلیغی کوششیں رنگ لائیں، مسلمانوں کو ارتداد سے بچایا گیا اور بے شمار ہندو حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اس کے علاوہ جدید تعلیم یافتہ طبقے میں بھی آپ نے دعوت اور ارشاد کا بہت کام کیا۔ مزید حالات کے لیے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی کی کتاب نقوش رفتگاں پڑھیں (از: انار کے درخت تلے: مولانا محمد منصور احمد صفحہ نمبر ۱۵۷)

۳۔ شیخ المعقولات والمنقولات حضرت مولانا ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ

آپ دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین تھے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے مخصوص تلامذہ میں تھے۔ آپ معقولات میں خصوصاً اور جمیع علوم میں عموماً تسلیم کیے گئے ہیں بہت سے اساتذہ دارالعلوم اور دیگر مدارس میں آپ کے ہی شاگرد رہے ہیں، درس حدیث میں آپ خاص امتیاز رکھتے تھے۔ مختلف مدارس دینیہ فتح پوری، دہلی، مدرسہ امدادیہ دربھنگہ، مدرسہ ہاٹ ہزاروی، چاٹگام وغیرہ میں صدارت تدریس کے عہدے پر فائز رہے۔ پھر آپ کے اساتذہ نے آپ کو دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس کے عہدے کے لیے آپ کو منتخب کیا اور بہت اونچے طبقے میں شمار ہوئے۔ ۱۳۷۷ھ میں حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کی وفات کے بعد آپ دارالعلوم کے صدر مدرس اور ناظم تعلیمات اور مجلس شوریٰ کے ممبر بنائے گئے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ (قاضی عبدالرزاق صاحب بھی ان ہونہار تلامذہ میں شمار کیے جاتے ہیں مؤلف کتاب) طلبہ آپ کے درس میں بڑے ذوق وشوق اور انہماک سے شریک ہوتے تھے اور آپ کے افادیت عالیہ سے مستفید ہونے کے متمنی رہتے تھے۔ درس میں اختصار کے ساتھ بڑی جامعیت کی شان تھی اور درس کا انداز نہایت باوقار تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ لطائف وظرائف، دقیقہ سنجی اور بالغ نظری سے اہم مسائل حل کرنے میں خاص ملکہ اور کمال تھا۔ حضرت نانوتویؒ کے علوم پر گہری نظر تھی اور حضرت شیخ الہند سے تلمیذ کے علاوہ بیعت کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ نے کئی تصانیف ورسائل بھی تالیف فرمائے جو آپ کے علمی مقام کا ثبوت ہے۔ آپ نے ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا اور قبرستان قاسمی میں آسودہ خواب ہوئے، حق تعالیٰ درجات بلند فرمائے، آمین (از: دارالعلوم دیوبند کے پچاس مثالی شخصیات، قاری محمد طیب قاسمیؒ صاحب، صفحہ ۱۵۷)

۴۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی ثم دیوبندیؒ

آپ ۲۰ اور ۲۱ شعبان ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۷ء کی درمیانی شب قصبہ دیوبند ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اور قرآن مجید اپنے والد گرامی سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی اور سولہ سال کی عمر میں دارالعلوم کے درجہ عربی میں داخل ہوئے اور ۱۳۳۵ھ کو دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔ جن معروف اساتذہ سے آپ نے شرف تلمذ حاصل کیا ان میں امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولانا عزیز الرحمٰنؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ، مولانا اعزاز علیؒ، مولانا رسول خان ہزارویؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ جیسے اکابرین علماءِ امت سر فہرست ہیں۔

۱۹۲۰ء میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ سے شرف بیعت حاصل کی اور خوب فیض حاصل کیا۔ ان کی رحلت کے بعد حکیم الامت تھانویؒ سے بیعت ہوئے اور ۱۳۴۹ھ کو حضرت تھانویؒ نے خلافت اور مجاز بیعت کے شرف سے نوازا۔ آپ ایک بہترین مدرس تھے، ۱۳۳۵ھ میں دارالعلوم میں ابتدائی کتب کے استاد مقرر ہوئے اور جلد ہی درجہ علیا کے استاد ہو گئے۔ ہر فن کی کتابیں پڑھائی اور ساتھ ہی دارالعلوم دیوبند میں فتویٰ نویسی کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے۔ یہ سلسلہ مسلسل ۲۷ سال ۱۳۶۲ھ جاری رہا۔ ۱۳۴۹ھ کو دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی مقرر ہوئے۔ پہلے جمیعت علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ اور پھر حضرت عثمانیؒ کی رحلت کے بعد مرکزی صدر منتخب ہوئے۔ دستوریہ کے تعلیمات اسلامیہ کے اہم رکن رہے، بعد میں قانون کمیشن کے ممبر نامزد ہوئے۔ پھر ۱۹۵۳ء میں تعلیمات اسلامیہ

بورڈ کے صدر مقرر ہوئے اور ۱۹۵۹ء تک یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔
مفتی اعظم مفتی شفیع عثمانی کے شاہکار قلم سے تین سو سے زائد تالیفات وتصنیفات منصۂ شہود پر آئیں، جن کا احاطہ یہاں ناممکن ہے تاہم چند اہم کتابوں کے نام درج کیے جاتے ہیں۔(۱) تفسیر معارف القرآن، ۸ ضخیم جلدیں (۲) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند﴿ان فتاویٰ جات کی تعداد ہزاروں میں ہے جو حضرت نے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں تحریر فرمائی اور قاضی عبدالرزاقؒ نے اپنے جلیل القدر استاد سے فتویٰ نویسی میں کمال مہارت حاصل کی، جن کا مظہر قاضی مرحوم کے بعض تاریخ ساز استفتاء ہیں جو عالم اسلام کے علمی اداروں اور عظیم المرتبت شخصیات سے کئے گئے تھے۔ان استفتاؤں کا مختصر تذکرہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔اور آپ کے بعض تاریخ ساز فتوے گلگت بلتستان کے عوام کے ذہنوں میں ابھی بھی نقش پتھر کی طرح ہیں،از مؤلف کتاب ہذا﴾۔(۳) مقام صحابہؓ (۴) سیرت خاتم الانبیاء (۵) جواہر الفقہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔(تلخیص حیات مفتی اعظم)
مفتی اعظم مفتی شفیع عثمانی کی علمی شاہکار معارف القرآن کے تمام ۸ جلدوں کا انگریزی ترجمہ آپ کے ہونہار بیٹے عالم اسلام کے عظیم اسلامی اسکالر، بینکنگ کے شرعی نظام کے مدون اول اور سینکڑوں (عربی، اردو، انگریزی) کتابوں کے مصنف اور دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث مفتی، جسٹس محمد تقی عثمانی مدظلہ نے کی ہے جو کئی سال پہلے منصۂ شہود پر آچکی ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نے ۱۳۷۰ھ بمطابق ۱۹۴۹ء کو پاکستان کراچی میں ایک ادارہ دارالعلوم کراچی کے نام سے قائم کیا جو پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کی یادگار ہے دنیا بھر کے طلبہ یہاں آکر دینی علوم کی تشنگی بجھاتے ہین۔
تحریک پاکستان میں مفتی صاحب کا بنیادی کردار ہے۔آپ مسلم لیگ کی اصلاح وتربیت کرتے رہے۔۱۹۴۵ء میں لیاقت علی خان کے حلقہ انتخاب میں مسلم لیگ کی حمایت میں فتویٰ صادر فرمایا جس کی بدولت رخ ہی تبدیل ہوگیا اور لیاقت علی خان جیت گئے۔قرارداد مقاصد کی ترتیب وتدوین اور اس کی منظوری میں حضرت علامہ عثمانیؒ کے ساتھ پیش پیش رہے اور بنیادی کردار ادا کیا۔۱۹۵۱ء میں علماء پاکستان کی طرف سے پیش کئے جانے والے ۲۲ نکات پر مشتمل ایک دستوری خاکہ حکومت پاکستان کو پیش کیا گیا تھا اس میں مفتی اعظمؒ کا سب سے زیادہ حصہ رہا اور بنیادی کردار ادا کیا۔ مفتی صاحب نوراللہ مرقدہ کے ہزاروں شاگرد آج بھی ان کی یاد تازہ کرار ہے ہیں۔اور پوری دنیا میں علم وعمل کے دیے جلا رہے ہیں۔آپ کی عنایات قاضی عبدالرزاق مرحوم کی شکل میں گلگت بلتستان میں نمودار ہوئیں۔مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مفتی احمد الرحمٰن شہید، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا سحبان محمودؒ اور مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی، شہید اسلام حضرت مولانا لدھیانوی، شامزئی شہید اور مفتی تقی عثمانی جیسی قدآور شخصیات کا آپ کے خاص تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔آج بھی گلگت بلتستان پر مفتی تقی عثمانی اور مفتی رفیع عثمانی کی نوازشات اور عنایات کی بارش جاری ہے۔اللہ کرے یہ سلسلہ تا قیامت رہے۔
قاضی عبدالرزاق گلگتیؒ کے یہ جلیل القدر استاد اور عالم اسلام کے عظیم مصلح نے ۹ اور ۱۰ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۶/۵ اکتوبر کی درمیانی شب کو جان جان آفریں کے سپرد کی اور دارالعلوم کراچی کی مسجد سے متصل قبرستان میں آسودہ خواب ہوئے۔حق مغفرت کرے۔آمین یارب العالمین (جاری۔۔۔۔۔۔)

☆☆☆☆

مقالات و مضامین

رمضان کو کیسے قیمتی بنائیں!

مفتی ابوعبیدالرحمٰن عارف محمود گلگتی
استاد ورفیق شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

رمضان کے مبارک مہینے کو کیسے قیمتی بنایا جائے؟ اس میں کون سے اعمال اختیار کیے جائیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہر رمضان کی آمد کے ساتھ ہر مسلمان مرد وعورت کے ذہن میں اٹھتا ہے، بہت اہم، انتہائی قیمتی اور اہمیت کا حامل سوال ہے، رمضان کے مہینے کو قیمتی بنانے کے لیے جہاں فرض روزہ اور پانچ وقت کی نماز با جماعت کا اہتمام اور تمام معاصی کا ترک کرنا ضروری ہے، وہیں ایسے اعمال، اسباب ووسائل کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے جن سے یہ مبارک مہینہ مزید قیمتی بن جائے، ذیل میں اختصار کے ساتھ ان وسائل واسباب کا تذکرہ کرتے ہیں جن کو اختیار کر کے ہر مسلمان اس مہینے کو قیمتی بنا سکتا ہے:

افطار کروانا

اس مبارک مہینے میں ہر مسلمان حسب استطاعت روزہ داروں کو افطار کروا کر دہرا اجر حاصل کر سکتا ہے، چناں چہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی روزہ دار کو افطار کروایا اس کو روزہ دار کے مثل اجر ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی''۔(۱)

خیر کے کاموں میں خرچ

خیر کے کاموں میں خرچ کے ذریعہ سے جہاں ایک طرف نیکی کے کاموں میں تعاون اور مستحق لوگوں کی امداد ہوتی ہے تو دوسری طرف رمضان میں عام دنوں کے مقابلے کئی گنا زیادہ اجر حاصل ہوتا ہے۔

مکمل یکسوئی

رمضان کے مبارک مہینے کو قیمتی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم اس مہینے میں گھر کے تمام افراد پرنٹ والیکٹرانک میڈیا میں موجود اسباب معاصی سے اپنے آپ کو دور رکھیں، تاکہ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو سکیں، سلف صالحین رحمہم اللہ تو اس مہینے میں قرآن وحدیث کی تعلیم کو موقوف کر دیتے تھے، تاکہ قرآن کی تلاوت، اس میں غور وفکر اور تدبر، عبادت اور قیام اللیل یعنی تہجد کے لیے مکمل طور سے فارغ ہو جائیں، تو کیا ہم لوگ ایک مہینہ کے لیے اپنے آپ کو میڈیا کے ایمان کش سیلاب سے خود کو دور نہیں رکھ سکتے!۔

دعا کا اہتمام

ویسے تو رمضان کا لحہ لحہ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، لیکن افطار سے پہلے کے چند لحات بہت ہی قیمتی ہوتے ہیں، یہ دعا کی قبولیت کے یقینی اوقات میں سے ہیں، بجائے فضول کاموں میں وقت ضائع کرنے کے اس وقت کو قیمتی جان کر دعا میں مصروف ہو جائیں، اپنے لیے اور تمام امت مسلمہ کے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کا سوال کریں۔

والدین کی اطاعت

رمضان کو قیمتی بنانے کا ایک بہت ہی اہم وسیلہ اور ذریعہ والدین کی اطاعت وفرماں برداری ہے، کوشش کریں کہ اس مہینے میں خاص طور سے والدین کے قریب رہیں، ان کی خدمت کریں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں، ان کو ہر طرح کی راحت وسہولت پہنچانے کی فکر کریں۔

مسواک کا اہتمام

مسواک کا اہتمام کریں، مسواک جیسے پورے سال میں سنت ہے، ایسے ہی رمضان میں اس کا کرنا سنت ہے، بلکہ عام دنوں کے مقابلے میں اس کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

رمضان میں عمرہ کرنا

رمضان میں عمرہ کرنا ایک بہت بڑا عمل ہے، ثواب کے اعتبار سے اس کا اجر ایک حج کے برابر ہے، اس میں بھی لوگ افراط وتفریط کا شکار ہیں، اس لئے کوشش کریں کہ ائمہ مساجد اور علماء سے مشاورت کے بعد اس عمل کو انجام دیں۔

دعوت الی اللہ

اس مہینے میں دعوت الی اللہ کے عمل کو اہتمام وخصوصیت کے ساتھ انجام دیں، لوگوں کو مساجد کی طرف اور اعمال خیر کی طرف متوجہ کریں۔

اہل ثروت کے لئے

اہل ثروت واصحاب خیر حضرات دیگر امورِ خیر کے علاوہ معتمد علماء کرام کی دینی کتب، خاص کر رمضان کے مسائل وفضائل سے متعلق کتابیں خرید کر مسلمانوں میں تقسیم کریں، تاکہ معاشرے میں رمضان کے مسائل وفضائل کے معلوم کرنے کی ایک عام فضا قائم ہو جائے۔

تلاوت قران کریم

قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کریں، لیکن کوشش کریں کہ قرآن کریم کو صحیح اور درست پڑھیں، تلفظ اور ادائیگی میں فحش غلطیوں سے اجتناب کریں، اگر پہلے سے پڑھا ہوا نہیں تو کوشش اس بات کی کریں کہ اس مہینے میں قرآن پاک کے حوالے سے اتنی محنت کریں کہ قرآن صحیح پڑھنا آجائے۔

ماتحتوں کی فکر

اپنی اولاد، بہن بھائیوں اور اپنے ماتحتوں کی فکر کریں کہ وہ بھی اس مہینے کو قیمتی بنائیں، خدانخواستہ ان کے اوقات کسی غلط اور لغو کام میں صرف نہ ہو جائیں، پیار، محبت، ترغیب اور بقدر ضرورت ترہیب کے ساتھ ان کو اعمال خیر کی طرف متوجہ کریں۔

نماز پنج گانہ باجماعت کا اہتمام

نماز پنج گانہ باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں، عام طور سے مغرب میں افطار کی وجہ سے اور فجر میں نیند کے غلبہ کی وجہ سے جماعت کی نماز سے غفلت برتی جاتی ہے، یہ بہت بڑی محرومی کی بات ہے، تھوڑی سی ہمت کر کے ہم خود بھی اور ترغیب کے ذریعے دوسروں کو بھی اس غفلت سے بچا سکتے ہیں، فرائض باجماعت ادا کرنے کے اہتمام کے علاوہ سنن اور نوافل کا بھی خاص اہتمام کریں، اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد کے علاوہ بھی کچھ وقت نوافل کے لیے مخصوص کر دیں، کیوں کہ رمضان میں نفل کا ثواب فرائض کے بقدر کر دیا جاتا ہے۔

بوقت سحر اعمال کا اہتمام

سحری کا وقت بہت ہی قیمتی وقت ہوتا ہے، اس وقت اللہ کی خاص رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، ایک تو سحری کھانے کا اہتمام ہو، اس کے علاوہ کچھ وقت بچا کر اذکار، وظائف اور استغفار میں لگائیں، اس وقت استغفار کرنا متقیوں اور اہل جنت کی صفات میں سے ہے۔

خواتین کے لئے

خواتین رمضان کی مبارک گھڑیوں کو صرف کھانے پکانے میں صرف نہ کریں، اس میں کوئی شک نہیں کہ افطاری وسحری تیار کرنا باعث اجر وثواب ہے، لیکن بقدر ضرورت وقت اس میں صرف کریں اور اس کے علاوہ اوقات کو اعمال صالحہ میں صرف کریں۔

بازاروں میں فضول گھومنے پھرنے سے اجتناب

رمضان میں بہت سارے خواتین وحضرات بازاروں میں گھوم پھر کر کپڑوں، جوتوں اور دیگر اشیاء کی خریداری کے عنوان سے اپنے قیمتی اوقات ضائع کرتے ہیں، اعمال صالحہ سے محروم ہوجاتے ہیں، رمضان سے متعلق جتنی ضروریات ہیں وہ اس مہینے کے شروع ہونے سے پہلے ہی خریدلیں اور باقی اگر درمیان میں کوئی ضرارت ہوتو بقدر ضرورت چیزیں خرید کر فوراً گھر لوٹ آئیں، بازاروں اور شاپنگ مالوں میں فضول گھوم پھر کر اپنا قیمتی وقت ضائع اور برباد مت کریں۔

بیس رکعات تراویح کا اہتمام

نماز تراویح اور اعتکاف کا مکمل اہتمام کریں، بیس رکعات تراویح پر خیر القرون سے لے کر آج تک تمام امت مسلمہ اس پر متفق ہے، سستی اور غفلت یا کسی کے شک میں ڈالنے سے کچھ رکعات (مثلاً آٹھ رکعات) پڑھ کر جان نہ چھڑائیں، بلکہ مکمل ۲۰ رکعات پڑھنے کا اہتمام کریں، اس طرح سستی کرنا بڑی محرومی کی بات ہے۔

خواتین کی تراویح واعتکاف

خواتین اپنے گھروں میں فرض نمازوں کے ساتھ تراویح اور اعتکاف کا بھی اہتمام کریں، تراویح اور اعتکاف کا حکم جیسے مردوں کے لیے ہے، ایسے ہی خواتین کے لیے بھی ہے، البتہ مرد حضرات دونوں عمل مسجد میں سرانجام دیں گے اور عورتیں گھروں میں۔

بچوں کو نماز روزہ کا عادی بنائیں

کوشش کریں کے سات سال کے بچوں کو نماز اور روزہ کا عادی بنائیں ان کی حوصلہ افزائی کریں، ہمت دلائیں تاکہ وہ بھی اس مہینے کی برکات سے مالامال ہوجائیں۔

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رمضان میں اپنے بچوں کو روزہ رکھواتے تھے اور ان کو مشغول رکھنے لیے کھلونے بنا کر دیتے تھے۔

یہ چند امور رمضان کے مہینے کو قیمتی بنانے کے حوالے سے قابل توجہ ہیں، ان کے علاوہ بھی ائمہ مساجد اور مستند علماء سے پوچھ پوچھ کر اپنا رمضان قیمتی بنا سکتے ہیں، اللہ تعالی سب مسلمانوں کو اس مبارک ماہ کی قدر نصیب فرمادے۔ (آمین)

حواشی: (۱) الحدیث: ترمذی، نسائی وابن ماجہ

تحقیقات

گولڈ مائن انٹرنیشنل کمپنی کی شرعی حقیقت

تحریر: مولانا سلیم ملک نور
متخصص فی الفقہ الاسلامی، جامعہ فاروقیہ کراچی

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک کمپنی جس کا نام "گولڈ مائن انٹرنیشنل" ہے اور اس کا واحد آفس ناروے میں ہے، اور یہ پچھلے دس سالوں سے دنیا کے مختلف ممالک میں بزنس کررہی ہیں ، اور پاکستان میں بھی کچھ عرصہ سے اپنا بزنس کررہی ہے، نیز اس میں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں ہے، کافی لوگ اس کمپنی سے منسلک ہورہے ہیں اور اپنے اہل خانہ کی بہترین کفالت کررہے ہیں، نیز اس کے سبب لوگوں کی معاشی حالت کی تبدیلی بھی واقع ہورہی ہے، یہ کمپنی گورنمنٹ آف پاکستان سے رجسٹرڈ بھی ہے۔

کمپنی کی پراڈکٹ گولڈ (سونا) اور اس کی مصنوعات ہیں، جس کی قیمت 300 سے 3000، امریکی ڈالر ہے، کمپنی نے ایک بزنس پلان تیار کیا ہے اور ایک 18 کیرٹ کی گھڑی جس پر سونے کا پانی چھڑا ہوا ہے، جس کی قیمت 60 امریکی ڈالر ہے، اس کو خریدنے پر کمپنی آپ کو اپنا کسٹمر بنالیتی ہے اور پھر کسٹمر کو آفر کرتی ہے کہ اگر آپ بزنس کرنا چاہیں تو اس گھڑی کی تشہیر اپنے دوست واحباب میں کریں، فرض کریں کہ احمد نے کمپنی سے گھڑی خریدی اور کمپنی کا کسٹمر بن گیا اور احمد نے اپنے دوست واحباب میں اس کی تشہیر کی تو وہ بھی گھڑی خرید کر کسٹمر بن گئے، اور اس کا ذریعہ چونکہ احمد بنا تو کمپنی کی طرف سے اسے کمیشن دیا جائے گا، احمد کے کسٹمر بنے پر کمپنی اسے انٹرنیٹ پر ایک اکاؤنٹ کھول کردیتی ہے، جس کی دو سائیڈ ہوتی ہیں، ایک دائیں (Right) اور ایک بائیں (Left) اور ساتھ میں ایک پلان دیتی ہے، 3A/3 کا جس پر ورکنگ کرنی ہے، 3A/3 کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم احمد کو اپنی دونوں طرف 3 نئے لوگ لے کر آنے ہیں، جس کے نتیجے میں سے 30$ (۳۰ امریکی ڈالر) کا کمیشن دیا جائے گا، لیکن شروع میں چونکہ 3 کسٹمر لانا مشکل ہوتا ہے، اسی لئے کمپنی اپنے کسٹمر کے حوصلہ افزائی کیلئے پہلی دفعہ میں دونوں طرف ایک ایک نئے کسٹمر آنے پر ہی 30$ کا کمیشن دیدیتی ہے، لیکن اس کے بعد جب بھی احمد کے دونوں سائیڈ پر تین تین نئے کسٹمر آئیں گے، چاہے وہ احمد لائے یا اس کے لائے ہوئے کسٹمرز، احمد کو 30$ ملیں گے ، پھر اس کے بعد عمیر اور فرحان بھی کوئی کسٹمرز لائے اور اس کے سبب احمد کی دونوں طرفوں میں تین نئے کسٹمرز ہوگئے ، تو احمد کو بھی کمیشن ملے گا، اور عمیر اور فرحان کو بھی، اس کمیشن کی وجہ کمپنی یہ بیان کرتی ہے کہ اگر احمد، عمیر اور فرحان کو نہیں لاتا، تو ان کے ذریعے آگے کسٹمرز نہ بنتے، اسی لئے عمیر اور فرحان بھی جو کسٹمرز لاتے ہیں اس کا کمیشن احمد کو بھی ملتا ہے، نیز احمد اپنے طور پر عمیر اور فرحان کے لائے ہوئے کسٹمرز کو کام سکھاتا ہے۔

اور عمیر اور فرحان کو حتی الامکان (Support) کرتا ہے، تاکہ احمد اور اس کی ٹیم مل کر زیادہ سے زیادہ کمپنی کو فائدہ پہنچا سکے، جس کے سبب انہیں بھی کمیشن ملتا رہے اور دوسرے لوگوں کا بھی فائدہ ہوتا رہے، کمپنی کو اس سے غرض نہیں کہ احمد کی ٹیم احمد کی محنت سے بڑھ رہی ہے یا احمد کے تحت موجود کسٹمرز کی محنت سے، پس کمپنی کا کہنا ہے کہ

احمد محنت کرے یا نہ کرے، اگر اس کے دونوں سائیڈ پر تین تین نئے کسٹمر آتے ہیں، تو احمد کو کمیشن مل جائے گا، کیونکہ احمد اور اس کے ٹیم کے سبب کمپنی کی پراڈکٹس سیل (فروخت) ہو رہی ہیں، اور مزید کسٹمرز بن رہے ہیں،

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا احمد کیلئے عمیر اور فرحان کے لائے ہوئے کسٹمرز پر کمیشن جو کمپنی دیتی ہے، وہ جائز ہے ... یا... نہیں؟ اسی طرح نیچے تک جتنے بھی کسٹمر کسی کی وجہ سے بھی آئے، کمپنی کو کوئی غرض نہیں، سب کا کمیشن لانے والے کے ساتھ ساتھ اوپر تک سب کو ملتا ہے، بشرطیکہ ان کی دونوں طرفوں پر تین تین نئے کسٹمرز ہو جائیں، لہذا اگر احمد کے نیچے 1000 لوگ بھی ہوں، تو بھی احمد اور جو ان کو لایا، انہیں اس کا کمیشن ملتا رہے گا، پھر اس طرح کمیشن ملتا رہتا ہے اور لوگ کماتے رہتے ہیں، جس کی ایک حد، روز کے $450 ہے، نیز کمپنی اپنے کسٹمر کا ہر پانچواں کمیشن کسٹمر کو کیش کی صورت میں نہیں دیتی، بلکہ ایک GVA یعنی کسٹمر گولڈ واؤچر اکاؤنٹ میں جمع کرتی ہے، پھر جب جمع ہونے والے کمیشن کی رقم $300 ... یا... اس سے زیادہ ہو جائے، تو پھر کمپنی اپنی گولڈ کی مصنوعات خریدنے کیلئے کسٹمر کو آفر دیتی ہے، جس کی قیمت جمع شدہ رقم کے برابر ہوتی ہے، اور وہ رقم کمپنی اپنے پاس لے لیتی ہے۔ نیز اگر شروع میں کسی کو گھڑی نہ خریدنی ہو تو اس کی قیمت اس GVA میں رکھ دی جاتی ہے، اور اس کے بعد اس رقم سے اس وقت کوئی شئی خرید سکتے ہیں جب مستقبل میں اس کے ساتھ مزید $240 شامل ہو جائیں اور $300 تک حد پہنچ جائے اور اس کیلئے ہمیں کام کرنا پڑیگا، ورنہ GVA میں مزید رقم جمع نہیں ہوگی، تو ہم $60 سے درمیان میں خرید بھی نہیں سکیں گے اور نہ ہی ہمیں واپس ملیں گے، اور اگر کوئی گھڑی خریدتا ہے، تو اس سے $60 گھڑی کی قیمت کے ساتھ ساتھ $10 نا روے سے یہاں تک کا جو خرچہ ہوتا ہے وہ لیتی ہے۔

یہاں سوال یہ ہے کہ کیا کمپنی کا اپنے کسٹمر کے پانچویں کمیشن روک کر اس سے گولڈ خریدنے کیلئے مجبور کر سکتی ہے؟ نیز گھڑی نہ خریدنے کی صورت میں $60، GVA میں جمع کرنے کے بعد کیا ہم مجبور ہو سکتے ہیں کام کرنے پر؟ کیونکہ اگر کام نہیں کریں گے، تو ہمیں ہماری مستقبل میں خریدی جانے والی پراڈکٹ بھی نہیں ملیں گی، اور گھڑی خریدنے پر اس کے سبب آنے والا خرچہ کمپنی اپنے کسٹمر سے لے سکتی ہے؟ اور کیا احمد کچھ ورک (کام) نہ کرے تب بھی ٹیم کا معاوضہ اسے ملتا رہے گا؟

اس بزنس میں کسٹمرز ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں اور DIRECT یا INDIRECT، ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، احمد کے نیچے جتنے بھی لوگ آئیں گے وہ اس کی ٹیم کہلائیں گے اور احمد انہیں ٹریننگ دیتا ہے، اور مزید کسٹمرز بنانے کیلئے مشورے ہوتے ہیں، لیکن یہ سب کمپنی نے احمد پر لازم نہیں کیا، بلکہ وہ اپنے طور پر آنے والے کسٹمر کو کام سکھاتا ہے کہ مزید کسٹمر کیسے بنائے جائیں گے، تاکہ آنے والے کسٹمرز کا فائدہ ہو، اسی لئے نئے آنے والے ہو کسٹمر کو اس بزنس کی ہر بات سکھائی جاتی ہے۔

کمپنی کی تشہیر کا واحد ذریعہ صرف کسٹمرز ہیں، کوئی میڈیا وغیرہ نہیں، اور کسٹمرز اپنی سہولت کیلئے اپنے خرچے پر دفتر قائم کرتے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس کا شرعی حکم عنایت فرمائیں، اور اس بات کی بھی وضاحت فرما دیں کہ کیا مرد کیلئے گولڈ پلیٹڈ گھڑی پہننا جائز ہے؟ اگر مذکورہ کمپنی سے معاملہ ناجائز ہے تو ان وجوہات کو تفصیلاً ذکر کریں۔

بینوا توجروا۔

مستفتی: طاہر زمان پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدًا ومصلیاً

سوال میں ذکر کردہ ''گولڈ مائن انٹرنیشنل کمپنی'' کے طریقہ کار پر غور کیا گیا، آجکل اس نوعیت کا کاروبار کرنے والی کئی کمپنیاں وجود میں آچکی ہیں، جو کم قیمت کی چیز مہنگے داموں فروخت کرتی ہے، اور ساتھ ساتھ آگے ممبر بنا کر اس پر کمیشن دینے کی پیشکش کرتی ہے، لوگ کمیشن کے لالچ میں آکر کم قیمت کی چیز مہنگے داموں خرید لیتے ہیں۔

گولڈ مائن انٹرنیشنل اور اس جیسے دوسری کمپنیوں کا اصل مقصد اپنی مصنوعات فروخت کرنا نہیں، ورنہ اس کیلئے ممبر بننا شرط نہ ہوتا، اور نہ اس میں شامل ہونے والے ممبروں کا اصل مقصد کمپنی کی مصنوعات خریدنی ہوتی ہیں، ورنہ وہ کم قیمت کی اشیاء مہنگے داموں نہ خریدتے، بلکہ کمپنی کا اصل مقصد ممبروں کے ذریعے اپنی کمپنی کی تشہیر اور زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کرنی ہوتی ہے، اگرچہ اس کے ضمن میں کمپنی کی مصنوعات بھی فروخت ہوں، اور ممبروں کا اصل مقصد زیادہ سے زیادہ کمیشن حاصل کرنا ہوتا ہے۔ شریعت مطہرہ کی رو سے مذکورہ کمپنی کی کاروباری شکل میں کئی خرابیاں ہیں، جن کی بنا پر مذکورہ کمپنی سے کسی قسم کا معاملہ کرنا یا اس کا ممبر بننا جائز نہیں، جو لوگ اس سے منسلک ہیں وہ فوراً علیحدگی اختیار کریں اور جو غلطیاں ہوئی ہے اس پر توبہ واستغفار کریں۔

کمپنی کے طریقہ کار میں درجہ ذیل خرابیاں ہیں۔

☆ کمپنی کی ممبر شپ اور رکنیت حاصل کرنے کیلئے ابتداء 60$ کمپنی کو ادا کرنے ہوتے ہیں، اس کے بدلے کمپنی اپنے ممبر کو دو آپشن دیتی ہے،

پہلا آپشن: کوئی ایک عدد گھڑی منگوالی جائے۔

دوسرا آپشن: کمپنی کی کوئی اور پراڈکٹ جو 300$ ڈالر سے 3000$ ڈالر تک ہوتی ہے، اس کی ڈاؤن پیمنٹ بنوالی جائے، اور اگر کوئی ممبر شروع میں گھڑی نہ خریدے اور نہ وہ آگے مزید ممبر بنانے میں کامیاب ہو جائے، تو اس کی اصل رقم جو شروع میں جمع کی تھی 60$ کمپنی ضبط کر لیتی ہے، جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ اگر وہ آگے ممبر بنانے میں کامیاب ہو جاتا، تو اس کو اپنی اصل رقم (60$) سمیت مزید کمیشن بھی ملتا، لیکن آگے ممبر نہ بنانے کی صورت میں اس کی اصل رقم بھی ڈوب جاتی ہے، اور یہی قمار ہے۔

☆ کمیشن کی لالچ میں آکر کم قیمت والی اشیاء مہنگے داموں خریدنا شرعاً درست نہیں، کیونکہ کمپنی کی مصنوعات اگر عام بازاری قیمت سے مہنگی ہو (جو عام طور پر ہوتی بھی ہے) تو یہ زیادہ قیمت اس داؤ پر لگی ہوئی ہوتی ہے کہ اگر یہ آگے ممبر بنانے میں کامیاب ہو گیا، تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کی یہ زیادہ قیمت ڈوب جائے گی،

کمپنی اپنی مصنوعات کی تشہیر میڈیا وغیرہ سے نہیں، بلکہ اپنے ہی ممبروں کے ذریعہ کرتی ہے، جو شرعاً اجارہ کی ایک قسم ''دلالی'' ہے، فقہاء کرام نے لوگوں کی ضرورت اور تعامل کی وجہ سے اس کی محدود اجازت دی ہیں، اور اس کی اکثر صورتوں کو ناجائز کہا ہے، نیز اجارہ شرطِ فاسد سے فاسد ہو جاتا ہے،

اب کمپنی کے طریقہ کار کو دیکھئے۔

☆ کمپنی میں کمیشن ایجنٹ بننے کیلئے گھڑی یا کمپنی کی کوئی اور پراڈکٹ خریدنا ضروری ہے، یہ اجارہ میں شرطِ

فاسد ہے، اس سے معاملہ فاسد ہوگیا، لہذا اس معاملہ کو ختم کرنا ضروری ہے۔

☆ کمپنی کا ہر پانچواں کمیشن روک کر ممبر کسی پراڈکٹ خریدنے پر مجبور کرنا، یہ بھی اجارہ میں شرطِ فاسد ہے، اس سے معاملہ فاسد ہوگیا، لہذا اس معاملہ کو ختم کرنا ضروری ہے۔

☆ کمپنی کے اصول وضوابط کے مطابق کمپنی میں کمیشن کا حقدار بننے کیلئے (3/3A کا پلان) دونوں طرف ممبر بنانا شرط ہے، چنانچہ اگر کوئی ایک طرف ممبر بنانے میں کامیاب ہو جائے، لیکن دوسری طرف نہ بنا سکے یا مطلوبہ تعداد پوری نہ کر سکے، تو وہ کمیشن کا حقدار نہیں ہوگا، یہ بھی اجارہ میں شرط فاسد ہے، .... ہاں! اگر ایسے ہوتا کہ اگر کوئی ایک ممبر بنائے تو اس کو اتنا کمیشن ملے گا، اور اگر کوئی زیادہ بنائے تو اس کو اتنا کمیشن ملے گا، تو اس کی گنجائش تھی۔

☆ ممبر سازی میں پہلے ممبر (احمد) کا حق صرف اتنا ہے کہ اس نے براہ راست جو ممبر (عمیر اور فرحان) بنائے ہیں، ان کی وجہ سے اس کو کوئی متعین کمیشن مل جائے، اور جو ممبر احمد نے براہ راست نہیں بنائے، بلکہ عمیر اور فرحان، یا بعد والوں نے بنائے ہیں اور اس میں احمد کے کسی عمل کا بھی دخل نہیں، تو ان کی وجہ سے ملنے والا کمیشن پہلے ممبر (احمد) کیلئے جائز نہیں۔

☆ اس کو انعام بھی نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ انعام، دینے والے کی مرضی پر موقوف ہوتی ہے، لیکن کمپنی اپنے وضع کردہ اصول وضوابط کے تحت یہ رقم (کمیشن) کی اصولاً پابند ہو، اور ممبر اس متعین مقدار پوری کرنے پر کمیشن وصول کرنے کا حق رکھتا ہے اور مطالبہ کر سکتا ہے۔

☆ مردوں کیلئے گولڈ پلینڈ (سونے کی) گھڑی پہننا جائز نہیں۔

نیز: یہ کمپنی اس ملک کی ہے، جس نے ہمارے سب سے بڑے محسن، رحمت للعالمین، جناب رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہوئے خاکے شائع کرنے کی ناپاک جسارت کی تھی، اور ہم خود اس کمپنی کے ذریعے اس ملک ناروے کی مضبوط کریں!! یہ ہماری غیرتِ ایمانی کے خلاف ہے، لہذا اس وجہ سے بھی اس کمپنی اور اس جیسے دیگر کمپنیوں سے معاملات کرنے سے گریز کریں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ:

﴿یا أیھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون﴾ (۱)

القمار من القمر الذي یزداد تارۃ وینقص أخریٰ، وسمي القمار قماراً لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوّز أن یذھب مالہ الیٰ صاحبہ، ویجوّز أن یستفید مال صاحبہ وھو حرام بالنص. (۲)

الرباء، ھو لغۃ: مطلق الزیادۃ، وشرعاً: (فضل خال عن عوض بمعیار شرعي (تفسد الاجارۃ بالشروط المخالفۃ لمقتضی العقد، فکلما أفسد البیع) مما مرّ (یفسدھا) کجھالۃ مأجور أو أجرۃ أو مدّۃ أو عمل....،

وفي الشامیۃ: قولہ: (أو مدّۃ) اِلّا فیما استثنیٰ قال في البزازیۃ: اجارۃ السمسار والمنادي والحمامي والصکاک ومالایقدر فیہ الوقت ولا العمل تجوز لما کان للناس بہ حاجۃ. (۴)

قال في التاتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل وماتواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا، فذالك حرام عليهم،

وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: ارجو لابأس به، وان كان في الأصل فاسداً، لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوّزوه لحاجة الناس اليه كدخول الحمام. (۵)

الربح انما يستحق بالمال أو بالعمل أو بالضمان. (٦)

(وأمّا حكمها) فوقوع الملك في البدلين ساعة فساعة الا بشرط تعجيل الأجرة (وأما كيفية انعقادها) فالاجارة عندنا تنعقد فيما بين المتعاقدين للحال وتنعقد في حق الحكم، وهو الملك علىٰ حسب حدوث المنفعة، كذا في محيط السرخسي. (۷)

ولا يتحلىٰ الرجل بذهب وفضة مطلقاً، الا بخاتم منها، أي: الفضة..... (۸)

فقط۔

والله أعلم بالصواب

كتبه: سليم ملك نور

المخصص في الفقه الاسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

۱۹/۲/۱۴۳۳ھ

حواشي وحواله جات

(۱) القرآن، سورة المائده: آيت ۹۰

(۲) ردّالمحتار، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ۹/۶۶۵، ط: رشيدية

(۳) التنويرمع الدر، كتاب البيوع، باب الربا، ۷/۴۱۶...۴۱۹، ط: رشيدية، كذا في الهندية، كتاب البيوع، الفصل السادس في تفسير الربا، ۳/۱۷۷، ط: رشيدية

(۴) الدرمع الرد، كتاب الاجارة، الاجارة الفاسدة، ۹/۸۷، ط: رشيدية)

(۵) كتاب الاجارة، مطلب في اجرة الدلال، ۹/۱۰۷، رشيدية، كذا في عمدة القاري، كتاب الاجارة، أجرة السمسرة، ۱۲/۱۳۲، ط: دار الكتب العلمية

(٦) ردالمحتار، كتاب المضاربة، ۵/۶۴۶، سعيد

(۷) الهندية، كتاب الاجارة، الباب الأول، ۴/۴۱۱، رشيدية

(۸) التنويرمع الدر، كتاب الحظر والاباحة، فصل في اللبس، ۹/۵۹۲، ط: رشيدية

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کالم کارنر

تحریر: امیر جان حقانی

قتلِ مسلم

ملک کے موجودہ حالات کو دیکھ کر دل کڑھتا ہے۔ چار سو قتل مسلم عام ہو چکا ہے، آج میں ان آیات و روایات کو لے بیٹھا ہوں جن میں اللہ تعالیٰ اور آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کے ارشادات ہیں کہ ایک مسلم کا قتل کتنا بڑا ''جرم عظیم'' اور ''گناہ کبیر'' ہے۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۹۳ میں خدائے ذوالجلال کا واضح ارشاد ہے:

[ومن يقتل مؤمنا متعمداً فجزاه جهنم خالداً فيها و غضب الله عليه و لعنه اعدله عذابا عظيما] (۱)

جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو عمداً یعنی قصداً جان بوجھ کر قتل کر ڈالے تو اس کی سزا ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے' اللہ رب العزت کا غضب ہے' اس کی لعنت اور پھٹکار ہے' اور ایسے لوگوں کے لئے بڑا دردناک و المناک عذاب تیار ہو چکا ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں ایک حدیث نقل کی ہیں جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

[لايشير احدكم على اخيه بالسلاح فانه لايدرى لعل الشيطان ينزع مافى يده ' وفى رواية ينزع بالعين فيقع فى حفرة من النار] (۲).

یعنی فرمایا کہ کبھی بھی اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کیا کرو' ممکن ہے کہ ہتھیار میں جو کچھ ہے وہ لگ جائے تو تم جہنم کے گڑھے میں گر پڑو یعنی آپ کے اشارہ کرنے سے تلوار چل گئی اور مسلمان کا خون ناحق ہو گیا تو ایک ایسے فعل کا ارتکاب ہو جائیگا جس کے پاداش عذاب جہنم ہے۔ قارئین کرام! آپ نے آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ ملاحظہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قتل مسلم کو کتنا بڑا جرم قرار دیا ہے اور اس آدمی کا انجام جہنم بتایا ہے اور اس پر لعنت و پھٹکار کی ہے اور آپ ﷺ نے بھی واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ مسلم کا خون کتنا قیمتی ہے۔ حدیث مذکورہ سے تو واضح ہو جاتا ہے کہ از روئے مذاق اور دل لگی کے بھی کسی مسلمان بھائی پر طرف اسلحہ اٹھانا یا اس کو ڈرانے کے لئے کسی بھی قسم کا ہتھیار کا رخ اس کی جانب کرنا یا اشارہ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ ذرا ہمیں اپنی حالت زار کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم نے خون مسلم کو کتنا ارزاں سمجھا ہوا ہے۔

ایک اور حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مرفوعاً مروی ہے:

[زوال الدنيا كلها اهون على الله عن قتل رجل مسلم'] (۳)

اسی روایت کی تخریج امام نسائی نے ان الفاظ میں کی ہے:

[قتل المؤمن اعظم عندالله من زوال الدنيا] (۴)

یعنی آقائے نامدار نبی رحمت سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اللہ کے نظروں میں تمام دنیا کے زائل یعنی نیست و نابود ہو جانے سے بھی بڑھ کر جو چیز ہے وہ ایک مؤمن مسلمان کا قتل ہے۔ قارئین دل کی بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں قتل مسلم مزاق بن چکا ہے، خدا تعالیٰ کے ارشادات اور نبی کریمؐ کے فرمودات کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ایک مسلمان کے لئے شرک کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی اور کفر نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے خون ناحق سے

اپنے ہاتھ رنگین کرے۔ روشنیوں کا شہر کراچی غریبوں کے خون سے سرخ ہوگیا ہے۔ کراچی ایک شہر ہے جہاں پورے ملک کے باسی رہتے ہیں۔ پورے ملک کے ہر علاقے کے نام سے کراچی میں کالونیاں بنی ہوئی ہیں مثلاً گلگت کالونی، کشمیر کالونی، پنجاب کالونی، مانسہرہ کالونی، بلوچ کالونی، غرض ہر صوبے کے مختلف علاقوں کے ناموں والی کالونیاں کراچی میں ہیں اور وہاں اس علاقے کے لوگ فروکش ہیں مگر لسانیت، علاقائیت پر روزانہ کی بنیاد پر سینکڑوں بے گناہ لوگوں کو بے دردی سے قتل کیا جاتا ہے۔ نہ قاتل کو معلوم نہ مقتول کو۔ بلوچستان تو مشرفی آمریت کے دور سے مسلسل جل رہا ہے اور جلانے کے لئے ایندھن مہیا کرنے والے کوئی بھی ہوں مگر ماچس کی تلی سے آگ بھڑکانے والے اپنے مسلمان بھائی ہیں۔ گلگت بلتستان بھی کبھی امن کا گہوارہ ہوا کرتا تھا۔ سالوں میں کوئی قتل ہوتا تھا، اگر کوئی ذاتی دشمنی میں قتل ہوتا تو قاتل کبھی بھی اپنے آپ کو چھپاتا نہیں تھا بلکہ وہ فخر یہ اعلان کرتا کہ جی ہاں! میں نے قتل کردیا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ دوسرے لوگ اذیت اور خوف و ہراس سے بچ جاتے تھے۔ مگر چند سالوں سے یہ پرامن علاقہ بے گناہ مسلمانوں کے خون سے بھر چکا ہے، خون آشامی کا یہ سلسلہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے۔ خونیں وارداتیں روز کا معمول بن چکیں ہیں۔ گلگت میں بھی قتل وخون کی ہولی کھیلنے کے لئے پلان جو بھی تیار کرتا ہو اور اس کے لئے فنڈنگ کرتا ہو مگر ایک دوسروں کے گلے کاٹنے کی ''خدمت عالیہ'' مقامی لوگ ہی انجام دیتے ہیں۔ پتنگ کی ڈوری جہاں کہیں سے بھی ہلائی جائے مگر پتنگ گلگت سے ہی اُڑے گی اور گلگت کی ہی پتنگ کٹے گی، اور کٹ کر ہواؤں میں بکھر جائے گی۔

انتہائی غور سے جائزہ لیا جائے تو ہم نے خدائی فرمودات اور نبوی تعلیمات سے روگردانی کی ہوئی ہے۔ یہ اٹل ہے کہ شریعت اسلامی نے مسلمانوں کی جمعیت وقومیت کی اساس و بنیاد باہمی مؤاخات پر رکھی ہے، یعنی ہر مسلمان کا شرعی رشتہ دوسرے مسلمان سے بھائی کا رشتہ ہے۔ قرآن کریم کا دوٹوک مؤقف ہے کہ [فاصبحتم بنعمتہ اخوانا، انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم] (۵) یعنی مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، پس جب دو بھائیوں میں رنجش پیدا ہوجائے تو ان کے مابین صلح کرادو۔ اللہ تعالی نے مسلمانوں کی قومی سیرت و کردار جابجا بیان فرمایا ہے، سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۵۴ میں صاف ارشاد ہے [اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین] (۶) اور سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۹ میں بھی اسی قسم کا ارشاد ہے [اشداء علی الکفار رحماء بینھم] (۷)۔ دونوں آیات کا مفہوم بتلاتا ہے کہ مسلمان میں جس قدر بھی نرمی ومحبت ہے مسلمانوں کے ساتھ ہے، اور جس قدر بھی سختی اور درشتی ہے غیروں کے لئے یعنی کفار کے لئے۔ ایک کامل مسلمان کی علامت یہ ہے کہ وہ سب سے زیادہ نرم بھی ہے اور سب سے زیادہ سخت بھی، یعنی اپنوں کے لئے ابریشم اور غیروں کے لئے سخت جان، مسلمانوں کے پاس محبت بھی ہے اور عداوت بھی، ان کی محبت پرستاران حق ساتھ اور عداوت دشمنانِ حق کے ساتھ۔ تو کیا ہم مسلمان ہیں؟

سیرت نبویؐ اور احادیث نبوی کا مطالعہ بتاتا ہے کہ قتل مسلم سے بڑھ کر کون سا فعل ہے جو خدا کے عرش جلال وغیرت کو ہلا دے اور اس کی لعنتیں بارش کی طرح آسمانوں سے برسے، جس مؤمن کا وجود اللہ کو اس قدر محبوب و محترم ہو اور لائق وفائق ہو کہ تمام دنیا کا زوال اس کی ہلاکت کے مقابلے میں ہیچ بتلائے، اسی کا خون خود ایک مسلمان کے ہاتھوں سے ہو، اس سے بڑھ کر شریعت الٰہی کی کیا توہین ہوسکتی ہے؟

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۰)

کالم کارنر

ابراہیم حسین عابدی

idibahi

خیر کے مراکز

اپنی رائے، نظریہ اور مافی الضمیر کا اظہار ڈنکے کی چوٹ پر کرنا کمال کی بات نہیں۔ روز ہم دفتروں، گلی بازاروں اور ٹاک شوز مین اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہمچوں دیگرے نیست اور بجا ہے میر افرمایا ہوا کی عملی تصویر بنے عام شہری سے لے کر سیاست دان تک، صحافی سے لے کر مولوی صاحبان تک دوسرے کی صائب رائے قبول کرنا تو دور سننے کا حوصلہ تک نہیں رکھتے۔ ہر دوسرا آدمی اپنی راگ الاپتا، منہ سے جھاگ اڑاتا گریبان پھاڑنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ صرف عربوں میں یہ صفت وافر مقدار میں دیکھی کہ مخالف کی رائے حق سے ننھی دیکھ کر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

آفتاب ہاشمی سے پرانی گاڑھی چھنتی ہے۔ مصروفیت، اجنبیت اور نفسا نفسی کے دور میں بھی مہینہ میں ایک آدھ ملاقات ضرور ہوتی ہے۔ ہاشمی صاحب کو عالمی معلومات اور حالت حاضرہ سے مکمل واقفیت ہوتی ہے اور اس پر خوبصورت انداز میں تبصرہ ان کی مجلس کا لازمی عنصر ہوتا ہے۔ آج اخبار پڑھتے پڑھتے جب ان کی نظر ایک سرخی پر پڑی تو نظر اٹھاتے ہوئے انہوں نے کہا "آخر یہ مدارس حکومت کا کہا مان کر نصاب تعلیم میں تبدیلی کیوں نہیں کر لیتے۔ ہر حکومت ان پر یہی رونا روتی ہے اور یہ ہیں کہ زمین جنبد نہ جنبد، گل محمد نہ جنبد کے فلسفہ پر عمل پیرا ہیں"۔ "اگر یہ بات کوئی اور کرتا تو مجھے افسوس نہ ہوتا لیکن آپ جیسے زمینی حقائق سے باخبر اور دین کے لیے درد رکھنے والے شخص سے سن کر بڑا دکھ ہوا"۔ میرے رد عمل پر پہلے سے بھی زیادہ پر اعتماد لہجہ میں کہنے لگے "حکومت کی رائے میں وزن بھی تو ہے کہ ان مدارس سے آج تک کوئی سائنس دان یا ڈاکٹر نہیں نکلا۔ اگر حکومت کے مطابق نصاب میں تبدیلی کی جائے تو بعید نہیں کہ دینی مدارس بھی سائنس دان اور ڈاکٹر پیدا کرنے لگے"۔ ہاشمی صاحب کی بات نے بے ساختہ مجھے ہنسنے پر مجبور کر دیا۔ "دینی مدارس نے ابھی تک کوئی ڈاکٹر یا سائنس دان ملک کو نہیں دیا تو آپ یہ سوال عصری اداروں سے کیوں نہیں کرتے کہ اپنی پوری تاریخ میں انہوں نے معاشرہ کو ایک بھی عالم دین نہیں دیا۔ دینی مدارس نے کب دعویٰ کیا ہے کہ یہاں ڈاکٹریٹ یا انجینئرنگ کی ڈگری ملتی ہے۔ دینی مدارس میں علوم نبویہ کے وارث پیدا کیے جاتے ہیں، خاتم النبیین ﷺ کے دین کو محفوظ کر کے چہار دانگ عالم پھیلا رہے ہیں۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے نئی نسل کو بہرہ ور کر کے معاشرہ سے چوروں، ڈاکوؤں، شرابیوں، زانیوں اور کرپشن زدہ لوگوں کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ دینی مدارس سے آٹھ سالہ ڈگری حاصل کرنے کے بعد تجارت، سیاست، ڈاکٹریٹ، سائنس غرض کسی بھی شعبہ ہائے زندگی کو اپنانے والا فاضل ایک ایمان دار تاجر، ملک و قوم کا درد رکھنے والا سیاست دان، انسانیت سے سرشار ڈاکٹر یا وطن کے لیے جان و مال تج دینے والا سائنس دان ہوگا"۔ آفتاب ہاشمی صاحب بڑے انہماک سے میری رائے سننے کے بعد سر تسلیم خم کرتے ہوئے مسکرا کر دوبارہ اخبار پڑھنے میں محو ہو گئے۔ اور میں دینی مدارس کے روشن کردار اور اس کے خلاف اپنوں او غیروں کی یلغار میں کھو گیا۔

ہلیں برطانیہ B نے لارڈ میکالے کو ایک 3 سیاح کے روپ میں ہندوستان بھیجا۔ تین سال کے طویل عرصہ تک وہ مسلمانوں کے حالات کا باریک بینی سے مشاہدہ کرنے کے بعد اپنی رپورٹ میں یہ لکھنے پر مجبور ہوا کہ جب تک مسلمانوں کا نظام تعلیم نہ بدلا جائے ان کو بدلنا ناممکن

ہوگا۔نظامِ تعلیم جس رنگ کا ہوگا مسلمان بھی اسی رنگ میں رنگتے چلے جائیں گے۔ برٹش گورنمنٹ نے بڑی عیاری ومکاری سے ہندوستان کو اپنا نصاب تعلیم نافذ کرنے پر مجبور کردیا۔تینتیس سال بعد ہندوستان کا نقشہ برطانیہ کے منشیٰ کے مطابق تھا۔مسلمانوں کی حالت شکل میں نصاریٰ تو تمدن مین یہود جنہیں دیکھ کر شرما جائے ہنود والی ہوگئی تھی۔

معرکہ ہائے خیر وشر کی آگ کبھی سرد نہیں پڑی۔دین کا درد رکھنے والوں نے جب مسلمانوں کی حالت دیکھی تو اس ظلمت کدہ میں روشنی کا چراغ جلانے کے لیے 15 محرم الحرام 1283 ہجری (30 مئی 1866) میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔جہاں سے بہت جلد ہی برصغیر سے ہوتے ہوئے پورے عالم میں تعلیمات نبویہ کے انوارات جلوہ افروز ہونے لگے۔آج اگر تبلیغی جماعت ہو یا فریضہ جہاد، اصولی سیاست ہو یا پاک تجارت، معاشرہ کو گمراہی کی دلدل سے نکال کر تعلیمات نبویہ سے ہم آہنگ کرنا ہو یا محبِ وطن پاکستانی پیدا کرنا سب کا سہرا دارالعلوم دیوبند اور اس کے فیض یافتہ گان کے سر ہی جاتا ہے۔

یہ مدارس اپنے روشن چراغ یوں ہی جلاتے رہیں گے۔تعلیمات نبویہ کے مخالفین ہر دور میں ناکام ہوتے رہے ہیں۔انگریزی مؤرخ اسٹیفن کے مطابق 1846 سے 1866 کے درمیان چودہ ہزار علماء دہلی کے چاندنی چوک پر قتل کیے گئے، ان میں پانچ سو علماء کو سور کی کھالوں میں سی لینے کے بعد کھولتے تیل میں ڈال کر دردناک طریقے سے شہید کیا گیا۔1979 روسی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں۔روس، ماسکو اور ان کے کاسہ لیس افغان کارندے باہم اس نتیجے پر پہنچے اگر افغانستان کے علماء کو زیر کرلیا گیا تو پورا افغانستان ہاتھ میں ہوگا۔نوسال تک وقت کا سپر پاور اپنے تمام تر جدید جنگی ساز وسامان کے ساتھ شکست وریخت سے دوچار 1988 میں ناکامی ونامرادی کا طوق گلے میں ڈالے افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہوا۔امریکی فرعونیت کی کہانی بھی اس سے کچھ مختلف نہیں۔

آج دینی مدارس کی برکت سے ہمارا معاشرہ امن وبھائی چارگی اور بڑی حد تک مشرقی کلچر اور دینی ثقافت سے متصف نظر آرہا ہے۔اگر ہم نے دینی مدارس کے تحفظ میں دامے درمے قدمے سخنے حصہ نہ ڈالا تو اللہ نہ کرے روزِ قیامت ہمارا شمار بھی تعلیمات نبویہ کے مخالفین میں ہو۔

بقیہ آپ کے مسائل اور ان کا شرعی حل

سوال نمبر۴: محترم مفتی صاحب! کیا کان میں پانی چلا جائے یا دوائی وغیرہ ڈالی جائے تو ان سے روزہ جاتا رہے گا کہ نہیں؟۔ محمد سرفراز خان سئی جگلوٹ

جواب: کان میں پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے،اگر قصداً ڈالا جائے تو اس میں اختلاف ہے،روزہ نہ ٹوٹنا راجح قول ہے اور ٹوٹنا احوط ہے، تیل یا دوا ڈالنا بالاتفاق مفسد روزہ ہے یعنی روزہ ٹوٹتا ہے۔(کما صرح رد المحتار اور فتاویٰ عالمگیریہ)

سوال نمبر۵: محترم مفتی صاحب، سوال یہ ہے کہ اگر ایک آدمی امام کے ساتھ تیسری رکعت میں شامل ہوتا ہے اور امام صاحب کی آخری قعدہ اس کی اول قعدہ ہے مگر وہ امام صاحب کے ساتھ قعدہ آخیر میں غلطی سے التحیات سے آگے دورہ شریف بھی پڑھ لیتا ہے، سوال یہ ہے کہ اس آدمی پر بعد میں جب اکیلے نماز پوری کرے گا تو سجدہ سہو واجب ہے کہ نہیں؟ دوکاندار معشوق احمد: معشوق گارمنٹس صدر بازار گلگت

جواب: صورت مذکورہ میں مسبوق پر سجدہ سہو لازم نہیں چونکہ وہ اس حال میں مقتدی ہے،لزوم سجدہ سہو کی علت حالت انفرادی ہے۔(کما صرح ردالمحتار، باب سجدہ سہو: ج ۱، ص ۴۹۴)

مسائل و فضائل

آپ کے مسائل اور ان کا شرعی حل

مفتی عبدالباری صاحب، مفتی ونگران دارالافتاء، جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت

مفتی عبدالباری صاحب جامعہ نصرۃ الاسلام کے قدیم استاذ ونگران دارالافتاء ہیں۔ انہوں نے عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے درس نظامی کی تکمیل کی ہے اور علامہ بنوریؒ، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید جیسے قدسی شخصیات کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے اور فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کی نگرانی میں تخصص فی الفقہ کیا ہے۔

آئندہ مفتی صاحب آپ کے مسائل اور ان کا شرعی حل کے عنوان سے مختلف دینی وفقہی سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں گے۔ آپ بھی دینی وشرعی حوالے سے کوئی مسئلہ پوچھنا چاہتے ہیں تو سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے صفحات حاضر ہیں۔ یاد رہے کہ سوالات مختصر ہوں، بے جا طوالت سے گریز کرنا چاہیے۔ (مدیر)

سوال نمبر۱: محترم مفتی صاحب: بعض ایسے ممالک ہیں جہاں ہمیشہ ابر رہتا ہے جس کی وجہ سے رویت ہلال ناممکن ہوتا ہے، تو ان ممالک میں رمضان اور عیدین کا ثبوت کیسا ہوگا؟ بینوا توجروا۔

سائل عبدالعزیز کاشغری، گلگت

جواب: ہلال رمضان کے لئے کسی ایسے ملک کے ریڈیو پر اعتماد کیا جائے جس کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہاں ضوابط شرعیہ کے مطابق رویت ہلال کا فیصلہ ہوتا ہے۔ خواہ یہ ملک کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو، دوسری صورت یہ ہے کسی دوسرے علاقے کے معتبر عالم سے بذریعہ ٹیلی فون معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کیا جائے بشرطیکہ آواز کی پہچان یا کسی دوسرے ذریعے سے معلوم ہو جائے کہ اس ٹیلیفون پر کون بول رہا ہے۔ علماء کی تحقیق کا یہی نتیجہ نکلا ہے کہ عندالاحناف بلاد بعیدہ میں بھی اختلاف مطالع غیر معتبر ہے اور یہی دلیل مفتی بہ ہے، ہلال عیدین کے متعلق خبر مستفیض موصول ہو تو اس پر عمل کیا جائے ورنہ تکمیل ثلاثین لازم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال نمبر۲: کیا متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا جائز ہے؟۔

محمد سلیم جونیئر پروگرامر قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی گلگت

جواب: امام ابو یوسفؒ کے نزدیک متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا جائز ہے اور یہی مفتیٰ بہ قول ہے۔

(کما صرح ردالمحتار، ج ۲)

سوال نمبر۳: محترم مفتی صاحب! کیا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے؟

عبداللہ ساکن جوٹیال گلگت

جواب: روزہ اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو کسی منفذ کے ذریعے معدہ یا دماغ میں پہنچ جائے، انجکشن سے دوا بذریعہ منفذ نہیں پہنچتی ہے بلکہ عروق اور مسامات کے ذریعے معدہ میں پہنچتی ہے۔ لہذا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

(کما صرح ردالمحتار، ج ۲) (بقیہ صفحہ نمبر ۴۳)

اخبار وآثار

مرتب: ابن شہزاد حقانی

رپورٹ: سالانہ جلسہ

ودستار فضیلت وخمار بندی

جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت اور جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات کے فاضل طلبہ وطالبات کی دستار فضیلت وخمار بندی کے حوالے سے ۱۹ مئی ۲۰۱۲ء ایک عظیم الشان جلسے کا انتظام جامعہ میں کیا گیا۔ جامعہ نصرۃ الاسلام کی تاریخ میں پہلی دفعہ باقاعدہ دورہ حدیث شریف کا اہتمام اس سال کیا گیا، گلگت بلتستان کی تاریخ میں بنین (طلبہ) کے دورہ حدیث کے اجراء کا شرف جامعہ نصرۃ الاسلام کے سر جاتا ہے۔ اس سال دو طلباء نے دورہ حدیث شریف کی تعلیم جامعہ ہذا سے حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی اور ۱۲ طالبات نے جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات سے عالمیہ کا کورس مکمل کیں۔ جامعہ نصرۃ الاسلام میں ۵ طلبہ نے اور جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات میں ۱۰ طالبات نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ دونوں جامعات میں جلسے اور دستار بندی وخمار بندی کے لئے الگ الگ انتظام تھا۔

۱۹ مئی ۲۰۱۲ء کو یہ عظیم الشان جلسے کا انتظام تھا۔ اختتام بخاری کے حوالے سے منعقدہ پروگرام میں آخری درس حدیث استاد العلماء، امام المجاہدین حضرت مولانا شیخ الحدیث ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ (شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ) نے دینا تھا۔ اور ان کے ساتھ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر حضرت مولانا ڈاکٹر فضل الرحمان نے تشریف لانا تھا، تاہم گلگت بلتستان کے شورش زدہ حالات کا بہانہ بنا کر حکومت وقت نے ان دونوں علماء پر گلگت آنے پر پابندی عائد کردی، اور جامعہ نصرۃ الاسلام کے رئیس وشیخ الحدیث، تنظیم اہل سنت والجماعت گلگت بلتستان کے امیر، خطیب مرکزی جامع مسجد گلگت حضرت مولانا قاضی نثار احمد کا خصوصی خطاب تھا لیکن انہیں پانچ اپریل سے پابند سلاسل رکھا گیا تھا۔ گلگت کی نام نہاد عوامی حکومت نے ان کے گھر کو ''سب جیل'' قرار دے کر انہیں محبوس رکھا ہوا تھا اس لئے وہ بھی شرکت نہ کر سکے۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب کی عدم موجودگی میں ان کے ہونہار شاگرد اور گلگت بلتستان کے نامور عالم دین حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب، استاد الحدیث جامعہ عروۃ الوثقیٰ چلاس نے صحیح بخاری کی آخری حدیث کا درس دیا۔ مولانا عبدالقدوس صاحب حضرت ڈاکٹر صاحب کے تلمیذ رشید ہیں اور جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل ہیں۔

☆ پروگرام کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے کیا گیا۔ تلاوت قرآن کا شرف جامعہ نصرۃ الاسلام کے درجہ ثانیہ کے طالب علم حافظ سلیم اللہ داریلی نے حاصل کیا۔

☆ اس کے بعد حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبول ﷺ پیش کیا گیا۔

☆ صاحب المنصہ (اسٹیج سیکریٹری) کے فرائض معروف مقرر مولانا عرفان ولی صاحب نے انجام دیے۔

☆ مولانا نظیم صاحب (سابق امیر سپاہ صحابہ گلگت بلتستان) نے موجودہ حالات بالخصوص MPO 16 کے

تحت گرفتار شدگان علماء اوراہل سنت زعماء کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی۔

☆ گلگت بلتستان کے معروف عالم دین، خطیب جگلوٹ حضرت مولانا سید محمد صاحب مدظلہ نے انتہائی دلنشیں خطاب کیااور سامعین سے داد سمیٹی۔حالات حاضرہ کا اچھا نقشہ کھینچا' یقیناً ان کا بیان بڑا دلچسپ تھا۔

☆ مفتی زاہد صاحب نے بھی خطاب کیا اور انہوں نے گلگت میں ہونے والے حالیہ واقعات اوران کے پس منظر کے بارے میں بڑی دلچسپ گفتگو کی۔تمام سامعین سے تنظیم اہل سنت کے امیر قاضی نثار احمد پر مکمل اعتماد کا وعدہ لیا۔جب انہوں نے اعتماد کے لئے ہاتھ بلند کرنے کے لئے کہا تو پورا کا پورا مجمع نے بیک وقت اٹھا کر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

☆ وزیر صحت جناب حاجی گلبر صاحب اور گلگت بلتستان لیجسلیٹیو اسمبلی کے رکن حضرت مولانا سرور شاہ صاحب نے دستار بندی کے پروگرام میں خصوصی شرکت کی۔ابتداء پروگرام سے انتہاء پرگرام تک باقاعدہ علماء کرام کیساتھ اسٹیج پر براجمان رہے۔

☆ رکن اسمبلی مولانا سرور شاہ صاحب نے مجمع عام سے ایک دل نشین تقریر بھی فرمائی۔

☆ جب وزیر صحت حاجی گلبر صاحب کو دعوت خطاب دیا گیا تو انہوں نے اپنی بات کو مختصر انداز میں ختم کرتے ہوئے کہا کہ میں یہاں بزرگ اور جید علماء کو سننے کے لئے آیا ہوں نہ کہ تقریر کرنے کے لئے ،لہذا میں اپنا وقت علماء کرام کے لئے خاص کر کے ان کے بیانات وخطبات سے مستفید ہونا چاہتا ہوں۔

☆ اسماعیلی مکتبہ فکر کے بزرگ الواعظ محترم جنات شیر محمد صاحب نے پروگرام میں خصوصی شرکت کی۔ انتظامیہ کی طرف سے جب انہیں اپنے خیالات کا اظہار کی دعوت دی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں بھی علماء سے مستفید ہونے کے لئے آیا ہوں نہ کہ ان کو سنانے' لہذا علماء کرام کو زیادہ سے زیادہ وقت دیا جائے۔

☆ جناب مکھی والواعظ شیر محمد صاحب کا جامعہ کی طرف سے اوراہل سنت کی طرف سے برادرم مولانا عرفان ولی صاحب نے اسپیشل شکریہ ادا کیا اور انہیں تاکید کی کہ آپ اپنے حلقہ احباب میں جا کر علماء دیوبند کا پیغام ضرور پہنچائیں، تاکہ یہ واضح ہوجائے کہ اس دھرتی کو فتنہ وفساد کا گھڑ کون بنا رہا ہے اور امن وآشتی کے لئے کون کوششیں کررہا ہے۔

☆ جامعہ دارالعلوم تعلیم القرآن جگلوٹ کے مہتمم ،معروف عالم دین حضرت مولانا مُعاذ صاحب المعروف مولانا خان بہادر صاحب (مرید حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ) نے دلائل و براہین کے ساتھ ایک بہترین خطاب کیا۔انہوں نے انتہائی تلخ لہجے میں ارباب حل وعقد اور صاحبان بست وکشاد کو خبردار کیا کہ اہل سنت کی امن پسندی اور رواداری کو ہرگز ہرگز بزدلی سے تعبیر نہ کیا جائے۔ یہ دھرتی ہماری ہے اس لیے ہم اس کے نگہبان ہیں۔ اگر آپ اپنے اوچھے ہتھکنڈوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کے ساتھ سخت انداز اپنانا بھی جانتے ہیں۔بہتری اسی میں ہے کہ آپ ہوش کے ناخن لیں۔اہل سنت عقائد کے ساتھ چھیڑنے سے گریز کریں۔عقائد میں کبھی بھی مصالحت نہیں کی جاتی ہے لہذا آپ سطحی قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرنا چھوڑ دیں۔

☆ جماعت اسلامی گلگت بلتستان کے مرکزی امیر جناب مولانا عبدالسمیع صاحب بھی اپنے رفقاء سمیت جلسے میں تشریف لے آئے اور انہوں نے بھی تقریر کی۔مولانا معاذ صاحب کی تمام باتوں کو من وعن تسلیم کرتے ہوئے

انہوں نے مزید کہا کہ "اہل سنت عوام کو دیوار سے لگانے والی پالیسوں کو ترک کیا جائے اور انتظامی پیلج کو ختم کر کے فوراً سب کے لئے قابل قبول پیکج دیا جائے۔ مولانا عبدالسمیع صاحب نے فاضل طلبہ و طالبات اور حفاظ قرآن کو خصوصی مبارک باد پیش کی اور کہا کہ یہ گلگت بلتستان کی تاریخ کا یادگار دن ہے۔ ۔۔۔

☆ دارالعلوم غذر سے دالعلوم کے اساتذہ نے مولانا مفتی شیر زمان صاحب (رئیس دارالعلوم غذر) کی معیت میں جلسے میں شرکت کی، دارالعلوم غذر کی طرف سے ترجمانی کے فرائض دارالعلوم کے استاد مولانا غفران صاحب نے انجام دیے۔ انہوں نے علماء کرام کے فضائل بیان کئے۔

شیوخ الحدیث کے واقعات کو بڑے سہل اور دلکش پیرائے میں سمجھایا اور منتظمین جامعہ اور فضلاء و فاضلات اور حفاظ و حافظات کو مبارک باد پیش کیا اور ان کی مساعی جمیلہ کو سراہا۔

☆ حرمین کے امام مسجد محترم جناب منظور احمد صاحب نے ایک خوبصورت نظم پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔

☆ احقر راقم الحروف (استاذ جامعہ نصرۃ الاسلام و ایڈیٹر سہ ماہی نصرۃ الاسلام) نے سپاسنامہ پیش کیا۔ احقر نے تفصیل سے جامعہ کے اغراض و مقاصد اور جامعہ نصرۃ الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقہ کے شعبہ جات کا تعارف بھی پیش کیا اور سالانہ آمدن و خرچ کو بھی سامعین کے گوش گزار کیا۔

راقم الحروف نے جو سپاسنامہ پیش کیا اس کا خلاصہ درجہ ذیل ہے۔

جامعہ نصرۃ الاسلام کے مختلف شعبہ جات اور ان کے ذمہ داران:

شعبہ اہتمام (جامعہ نصرۃ الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات)

مہتمم و رئیس:

☆ ..... حضرت مولانا قاضی نثار احمد صاحب (رکن مجلس عاملہ و مجلس شوریٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

نائب مہتمم:

☆ ..... حضرت مولانا قاری خلیل الرحمان صاحب (قاری صاحب جامعہ کے سب سے پرانے استاذ بھی ہیں)

شعبہ دارالافتاء والقضاء

☆ ..... حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب (صدر مدرس و استاد الحدیث جامعہ ہذا)

شعبہ تحقیق و تالیف

☆ ..... حضرت مولانا ظہیر احمد صاحب

شعبہ قیام و طعام (ناظم الامور للبنین و ناظم مطعم للبنین و البنات)

☆ ..... قاری عبدالوہاب صاحب

شعبہ نشر و اشاعت

☆ ..... امیر جان حقانی (استاذ جامعہ ہذا)

ادارہ سہ ماہی نصرۃ الاسلام

☆ ..... چیف ایڈیٹر: مولانا قاضی نثار احمد صاحب

☆..... ایڈیٹر: امیر جان حقانی المعروف ابن شہزاد حقانی

ناظم تعلیمات

☆..... حضرت مولانا خلیل احمد صاحب (استاد الحدیث' بنین و بنات)

ناظم عمومی

☆..... حضرت مولانا عطاء الحق صاحب (استاد جامعہ ہذا)

شعبہ حفظ قرآن

☆..... قاری عبد العظیم صاحب

شعبہ سکول (مڈل)

☆..... ۱۔ ماسٹر انیس صاحب' ۲۔ ماسٹر امان اللہ صاحب' ۳۔ مولانا جلال الدین صاحب

شعبہ اکاؤنٹنگ

☆..... حافظ نوید احمد صاحب (حافظ صاحب اقراء روضۃ الاطفال گلگت بلتستان کے اکاؤنٹنٹ بھی ہیں)

شعبہ تدریس سے درج ذیل علماء کرام بھی منسلک ہیں:

۱۔ مولانا بشیر احمد صاحب (استاد الحدیث)

۲۔ مولانا حبیب اللہ صاحب (استاد الحدیث و مسئول وفاق المدارس العربیہ گلگت بلتستان)

۳۔ مولانا شفقت صاحب

۴۔ مولانا مفتی سرتاج صاحب

۵۔ مولانا شرافت الدین صاحب

۶۔ مولانا لطیف الرحمان صاحب (استاد الحدیث جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات)

جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات کے شعبے و ذمہ داران

بانی و رئیس

☆..... حضرت مولانا قاضی نثار احمد صاحب

ناظم الامور للبنات

☆..... حضرت مولانا خلیق الرحمان صاحب

ناظمہ تعلیمات للبنات

☆..... بنت امیر خان صاحبہ

جامعہ میں درج ذیل معلمات خدمات انجام دے رہی ہیں۔

۱۔ زوجہ مولانا خلیق الرحمان صاحبہ

۲۔ بنت امیر خان صاحب (ناظمہ جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات)

۳۔ بنت مولانا قاضی عنایت اللہ صاحبہ

۴۔ بنت عبید اللہ صاحبہ

۵۔ بنت قاری یاسین صاحبہ
۶۔ بنت عبدالمنان صاحبہ
۷۔ بنت بشیر احمد صاحبہ
۸۔ بنت صمد خان صاحبہ (اول)
۹۔ بنت صمد خان صاحبہ (ثانی)

جامعہ نصرۃ الاسلام میں سال ۲۰۱۲ء کو ۱۵۰ طلبہ جبکہ جامعہ عائشہ صدیقیہ میں ۲۸۰ کے قریب طالبات زیر تدریس تھیں۔ جامعہ نصرۃ الاسلام کے دورہ حدیث شریف سے ۲ طلباء' مولوی رحمت گل صاحب ولد عبدالدئیم' ضلع غذر اشکومن فمانی' اور مولوی داؤد صاحب ولد مولانا سید ولی شاہ صاحب' ضلع دیامر چلاس کھنر نے سند فراغت حاصل کی اور درجہ حفظ سے ۵ طلبہ حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حافظ محمد رفیع ولد تالیدار صاحب' گلگت شروٹ
۲۔ حافظ غلام رسول ولد حاجی محمد حسین صاحب' کوہستان کندھیاں
۳۔ حافظ حکم دراز ولد رسول صاحب' کوہستان کندھیاں
۴۔ حافظ تاج محمد ولد زرین خان صاحب' کوہستان کندھیاں
۵۔ حافظ عبدالقادر ولد ولی رحمت صاحب' دیامر گوہرآباد
۶۔ حافظ عمر زمان ولد دینار خان' ضلع غذر اشکومن پکورہ

جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات سے ۱۲ طالبات نے عالمیہ (دورہ حدیث شریف) کا کورس مکمل کر کے عالمات فاضلات کی سند حاصل کی' ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ بنت مولانا عنایت اللہ میر حنفی (اول) ضلع گلگت بڑی بنگلہ
۲۔ بنت میر ولی' ضلع گلگت بسین
۳۔ بنت عبدالرحمان' ضلع گلگت کنوداس
۴۔ بنت قاری خلیل الرحمان (نائب مہتمم جامعہ ہذا)' ضلع گلگت کنوداس
۵۔ بنت مولانا عنایت اللہ میر حنفی' (ثانی) ضلع گلگت بڑی بنگلہ
۶۔ بنت محمد ایوب' ضلع گلگت مناور
۷۔ بنت عطاء محمد' گلگت کنوداس
۸۔ بنت قدم خان' ضلع دیامر گوہرآباد
۹۔ بنت ملوک' ضلع دیامر کھنر
۱۰۔ بنت مولانا خلیل الرحمان (ناظم تعلیمات واستاد الحدیث جامعہ ہذا) ضلع دیامر داریل
۱۱۔ بنت ادریس' ضلع گلگت جوٹیال
۱۲۔ بنت ضیاء اللہ' گلگت مناور

جامعہ عائشہ صدیقیہ کے شعبہ حفظ سے ۹ طالبات حفظ قرآن کی دولت سے سرفراز ہوئیں اور ان کا سالانہ

امتحان بھی ہوا، درجہ حفظ کی معلمہ بنت مولانا عنایت اللہ صاحب (سینئر نائب امیر جے یو آئی گلگت بلتستان) ہے۔ حافظہ طالبات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حافظہ عائشہ بنت عبدالعزیز، ضلع غذر، پکورہ

۲۔ حافظہ نسیمہ بنت نادر خان، ضلع دیامر ہڈر

۳۔ حافظہ سمیہ بنت یوسف، ضلع دیامر ہڈر

۴۔ حافظہ نائمہ بنت مشتاق، ضلع گلگت، امپھری

۵۔ حافظہ طاہرہ بنت بنیامین صاحب، ضلع دیامر، گیس بالا

۶۔ حافظہ آمینہ بنت محمد عظیم، ضلع دیامر ہڈر

۷۔ حافظہ رضیہ بنت ، ضلع دیامر ہڈر

۹۔ حافظہ صاحبہ بنت شیر باز، ضلع دیامر ہڈر

۱۰۔ حافظہ شازیہ بنت جہانگیر صاحب، ضلع دیامر ہڈر

ختم بخاری شریف کا آخری درس مولانا عبدالقدوس صاحب حفظہ اللہ (استاد الحدیث جامعہ عروۃ الوثقیٰ چلاس) نے دیا۔ اور فاضل علماء اور حفاظ کی دستار فضیلت بھی انہوں نے باندھی ان کے ساتھ مولانا سید محمد صاحب خطیب جگلوٹ، مولانا معاذ صاحب مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن جگلوٹ، مولانا سرور شاہ صاحب ممبر لیجسلیٹو اسمبلی گلگت بلتستان، مولانا قاری خلیل الرحمان صاحب (نائب مہتمم جامعہ ہذا) مولانا خلیل الرحمان صاحب (ناظم تعلیمات جامعہ ہذا) بھی تھے، اور اسٹیج پر جناب حاجی گلبر وزیر صحت گلگت بلتستان اور دیگر مہمان گرامی بھی براجمان تھے۔

جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات میں عالمات اور حافظات کی خمار بندی زوجہ محترمہ مولانا گلشیر مرحوم، زوجہ محترمہ مولانا نذیر اللہ مرحوم اور زوجہ محترمہ مولانا قاضی نثار احمد صاحب نے کرائی۔ ان کے ساتھ جامعہ کی ناظمہ بنت امیر خان اور دوسری معلمات بھی شریک تھیں۔ زوجہ محترمہ مولانا گلشیر صاحب مرحوم، زوجہ محترمہ مولانا نذیر اللہ صاحب مرحوم نے مہمان خصوصیہ کے فرائض بھی انجام دیں۔

جامعہ کی طرف سے شریک پروگرام تمام مہمانوں کے لئے خصوصی طعام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ پروگرام کے بعد تمام ضیوف نے کھانا تناول کیا۔

جامعہ نصرۃ الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقیہ کی سالانہ آمدن و خرچہ

سالانہ آمدن مبلغ =/39,83,345 روپے

سالانہ اخراجات =/43,64,106 روپے

ان اعداد و شمار کی روشنی میں جامعہ تین لاکھ اسی ہزار سات سو اکیاسٹھ روپیوں کا مقروض رہا، یہ اعداد و شمار جامعہ کے اکاؤنٹنٹ کے تیار کردہ ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

تبصرہ وتعارفِ کتب

تبصرے......

مبصر: امیر جان حقانی

لیکچرر، فیڈرل گورنمنٹ ڈگری کالج گلگت جوٹیال واستاذ جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت

نوٹ: سہ ماہی نصرۃ الاسلام نے کتب ورسائل پر'' تبصرہ کتب وتعارف '' کے عنوان سے کتابوں اور رسائل پر تعارفی نوٹ لکھنے کا سلسلہ با قاعدہ شروع کیا ہے۔ آپ بھی اپنی کتاب، میگزین پر تعارفی نوٹ لکھوا کر عوام الناس تک پیغام پہنچانے کے خواہش مند ہیں تو ایڈیٹر کے پتہ پر کتاب اور میگزین ارسال کیجیے، نیز مصنفین اور کتب خانہ والے احباب کتاب کا اشتہار بھی دے سکتے ہیں، تبصرے کے لئے کتاب/ میگزین کی دو عدد کا پیاں ارسال کرنا ضروری ہے۔ **ایڈیٹر**

....

کتاب کا نام: ملجا و ماوا   شاعر: مسرور کیفی

ناشر: محمد رمضان میمن

مطبع: آفتاب برادرز نزد میمن ہسپتال اردو بازار اکراچی

سن اشاعت: باردوم، جنوری 2012ء

قیمت: 50 روپے

ملجا و ماوا محترم مسرور کیفی صاحب کا نعتیہ کلام ہے۔ ۶۴ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ حمدیہ ونعتیہ کلام سے مزین و مرصع ہے جو ادارہ جہانِ نعت نے خوبصورت انداز میں چھاپا ہے۔ مسرور کیفی صاحب کے اس مجموعے نعت پر معروف شاعر احسان دانش، بانو قدسیہ، حفیظ تائب اور ڈاکٹر فرمان فتح پوری جیسے اصحاب علم وقلم نے تقاریظ اور تبصرے لکھے ہیں۔ مجموعی طور پر مسرور کیفی صاحب کی نعتیہ کلام دل گرما دینے کے لئے کافی ہے، ویسے بھی مسلمان نبی کریم کا نام سنتے ہی والہانہ محبت سے دورد شریف پڑھتے ہیں اور یہی حکم خداوندی بھی ہے۔ اور آپ کی مدح سرائی اور ثنا میں لکھا ہوا کلام تو پڑھنا مزید فرط عقیدت کا سبب بن جاتا ہے اور یہ تمام لوازمات مسرور کیفی صاحب کے کلام میں موجود ہے۔ نعت خواں حضرات کو ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔ مسرور کیفی صاحب کے اشعار کا لہجہ نرم، زبان پاکیزہ، رنگ روپ سادہ، بیان دلفریب اور انداز عقیدت مندانہ ووالہانہ ہے۔ ان کا ایک شعر آپ بھی ملاحظہ کیجیے۔

کیسے خدا پاک کو پہچان پائے گا
وہ شخص جو حضور کو پہچانتا نہ ہو

☆☆☆

کتابچے کا نام: تفسیر سورۃ الفاتحہ، تحفۃ الاسلام   مؤلف: مولانا حافظ محمد اکرمؒ

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ کے۔ پی۔ کے

اشاعت: باراول، جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ/ مئی 2011ء

ضخامت: 96 صفحات

تفسیر سورۃ الفاتحہ' تحفۃ الاسلام میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۃ الفاتحہ کی تشریح وتفسیر بہت ہی تفصیل سے کی گئی ہے۔ ہر آیت کے ذیل میں تشریحات وتوضیحات کو مفصل اور سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے' بسم اللہ کی تفسیر میں کئی عنوانات لگائے گئے ہیں' ملاحظہ ہوں۔ ☆.....بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆.....بسم اللہ سے آغاز کیوں؟ ☆.....با کا معنی ☆.....با میں سرافگندگی ☆.....بسم اللہ مہر خداوندی ☆.....بسم اللہ کی برکت ☆...کتاب اللہ کا دروازہ ☆.....بسم اللہ کے انیس حروف ☆.....بسم اللہ میں وفور رحمت ☆.....بسم اللہ کی خاصیت۔ یہی انداز سورۃ الفاتحہ کے ہر ہر آیت کی تشریح وتفسیر کے لئے اپنایا گیا ہے۔ بہرصورت کتاب اہل ذوق کے لئے دلچسپی سے خالی نہیں۔ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے کتاب کے آغاز میں پیش لفظ بھی لکھ کر کتاب کا حسن دوبالا کیا ہے۔

☆☆☆

کتاب کا نام: خطبات حقانی   افادات: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضبط وترتیب: مولانا قاری رمضان

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ کے۔ پی۔ کے

تاریخ طباعت: بار ہفتم' رمضان ۱۴۳۲ھ/ اگست 2011ء

ضخامت: 333 صفحات   قیمت: درج نہیں

زیر نظر کتاب جید عالم دین' معروف سوانح نگار حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کے خطبات کا مجموعہ ہے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی کے نام سے کون واقف نہیں ہے۔ انہوں نے جس خلوص دل کے ساتھ دینی خدمات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ دارالعلوم حقانیہ میں ایک طویل عرصہ درس و تدریس اور تحقیق وتالیف کے ساتھ وعظ ونصیحت کا جو سلسلہ انہوں جاری رکھا تھا یہ کتاب انہی دنوں کی حسین یادگار ہے۔ یہ کہنے میں مجھے کوئی باک نہیں ہے کہ پٹھان علماء میں مولانا سمیع الحق صاحب کے بعد سب سے خوبصورت اردو لکھنے کا سہرا مولانا عبدالقیوم حقانی کو جاتا ہے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب جتنا اچھا لکھتے ہیں شاید اس سے اچھا بولتے ہیں۔ یہ کتاب اس بات پر دال ہے۔ شیخ الحدیث مولانا مفتی فرید صاحب مرحوم نے پیش لفظ لکھ کر کتاب کے حسن کا دوبالا کر دیا ہے' اس پر مستزاد مولانا انوار الحق صاحب نائب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک و نائب صدر وفاق المدارس العربیہ کی تقریظ ہے۔ مجموعی طور پر اس کتاب میں مولانا حقانی صاحب کے سولہ (۱۶) خطبات شامل ہیں۔ خطبات کیا ہیں علم وفن کا ایک دریا موجزن ہے۔ ان خطبات کو دیکھ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت وتعلق اور جہاد فی سبیل میں لگن ودلچسپی ظاہر ہوتی ہے۔ کتاب کو جس خوبصورتی سے مرتب کیا گیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔ مختلف مدارس' سیمینارز' اجتماعات اور جمعہ کے خطبات پر مشتمل یہ کتاب علوم دینیہ سے تعلق رکھنے والے علماء اور طلباء کے لیے ایک نادر تحفہ ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر اتنا سلیس اور مزین ومربوط اور مدلل مواد' خطبات کی شکل میں معدوم نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ قرآن وحدیث اور سیرت رسولؐ و صحابہؓ کی زندگیوں سے جہاد کا مفہوم سمجھانے کی بہترین کوشش کی گئی ہے۔ بیشک' عبدالقیوم حقانی کی کتاب خطبات حقانی' خطبات حکیم الامت قاری طیب' خطبات فاروقی' خطبات قاسمی' خطبات شیخ القرآن' خطبات حیدری اور

ندائے منبر ومحراب کی صف شامل ہونے والی کتاب ہے۔ خطبہ کرام، ائمہ مساجد، طالبان علوم نبوت اور بالخصوص خطابت میں ذوق رکھنے والے احباب سے گزارش کی جاتی ہے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں یہ کتاب آپ کا تھوڑا وقت لے کر آپ کو بہت کچھ دے گی۔ انشاء اللہ

☆☆☆

کتاب کا نام: قدر زر
رشحات قلم: شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب
ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ کے۔پی۔کے
ترتیب: حافظ محمد قاسم
تاریخ طباعت: بار سوم، فروری ۲۰۱۱ء/ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ
ضخامت: ۱۰۸ صفحات

قدر زر حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب دامت فیوضہم (شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ احسن العلوم کراچی) کے رشحات قلم کا مجموعہ ہے۔ کتاب تین حصوں پر منقسم ہے۔ باب اول ''مکاتیب'' پر مشتمل ہے۔ یہ تمام مکاتیب حضرت مولانا مفتی صاحب نے مولانا عبدالقیوم حقانی کے نام لکھے ہیں۔ یہ خطوط کسی نہ کسی کتاب پر تبصرہ اور تجزیہ پر مشتمل ہیں۔ باب دوم مفتی صاحب کے مختلف ''خطبات'' پر مبنی ہے جس میں کئی خطبے ہیں اور باب سوم ''تعارف وتبصرہ کتب'' پر مشتمل ہے۔ یہ تمام خطوط، تبصرے اور خطباب ماہنامہ الاحسن اور القاسم میں شائع ہو چکے ہیں۔ تاہم استفادہ عامہ کے لئے حافظ محمد قاسم صاحب نے ان کو کتابی شکل دے دی ہے۔ کتاب کے ابتدا میں مولانا ابراہیم فانی صاحب نے اردو اور فارسی میں منظوم کلام سے خراج تحسین پیش کی ہے اور تقدیم کے عنوان سے مولانا حقانی صاحب کی ایک خوبصورت تحریر بھی ہے۔ مولانا زرولی خان صاحب ایک معروف علمی شخصیت ہیں۔ اللہ تعالی نے انہیں فن علم حدیث وقرآن کے ساتھ ساتھ بولنے اور لکھنے کے فن سے بھی خوب نوازا ہے اور یہ کتاب اس کا بین ثبوت ہے

☆☆☆

کتابچے کا نام: یادگار روح پرور اجتماع زیر سرپرستی: مولانا عبدالقیوم حقانی
ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ کے۔پی۔کے
اشاعت: خاص، ماہنامہ القاسم ۱۴ ضخامت: ۸۴

۸۴ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ دراصل زین المحافل شرح الشمائل للترمذی کی تقریب رونمائی کے حوالے سے منعقدہ پروگرام کی روئیداد ہے۔ یہ کتاب حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے درسی تقاریر کا مجموعہ ہے۔ اس حوالے اس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شریعت ہال دارالحدیث میں ملک کے کبار علماء ومشائخ کو مدعو کر کے ایک عظیم الشان اجتماع کا انعقاد کیا گیا تھا اس میں علماء کرام ومشائخ عظام نے کتاب زین المحافل شرح الشمائل للترمذی اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اس کا مختصر ذکر کیا گیا ہے۔ یادگار روح پرور اجتماع میں نقش اول کے عنوان سے مولانا عبدالقیوم حقانی کی ایک اچھی تحریر بھی مرقوم ہے۔ جید علماء کرام کے خیالات بھی کتابچے کا حصہ ہیں۔

نکتہ ء نظر

مدارس اسلامیہ میں عصری علوم

کتنے مفید، کتنے مضر......

تحریر: مولانا محمد اشرف علی اعظمی، متعلم تکمیل افتاء دارالعلوم دیوبند
انتخاب: حاجی سمیع اللہ (بانی نور سنٹر برائے تدریس القرآن)

اُم المدارس دارالعلوم دیوبند اور اس کے منہاج پر قائم دیگر دینی مدارس میں رائج نصاب تعلیم (درس نظامی) پر ایک عرصہ سے سوالات اٹھائے جارہے ہیں اور دور حاضر کے ''تقاضوں'' کا حوالہ دے کر اس میں تبدلی کا مطالبہ کیا جارہا ہے، یہ چیز اس لحاظ سے تو ان مدارس کے لئے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی کہ اس کا سلسلہ تقریباً ایک صدی سے جاری ہے، لیکن گزشتہ چند سالوں سے جس طرح مدارس کے نصاب کو لے کر تبصرے ہو رہے ہیں اور جس انداز سے مباحثے کی مجلسیں اور سیمیناروں کی بزم سجا کر اس پر رائے زنی کی جارہی ہے اس کی نظیر ماضی میں نہیں ملتی، اور اس سے ارباب مدارس میں تشویش کا پیدا ہونا فطری امر ہے۔

ایک جانب تو حکومت کو شکایت ہے کہ: ارباب مدارس، ملک کے سیکولر نظام اور مذہبی آزادی کا فائدہ اٹھا کر، من مانے ڈھنگ سے مدارس کا نظام چلا رہے ہیں، نہ انہیں قوم کی ترقی کا خیال ہے نہ ہی ملک کی خوشحالی کا، یہ ایک ایسی نسل تیار کر رہے ہیں جو دوسروں پر بوجھ بنتی ہے، حالات زمانہ سے بے خبر رہتی ہے، اور ملک کی تعمیر و ترقی سے اسے کچھ لینا دینا نہیں ہوتا، ارباب مدارس کو چاہیے کہ وہ اپنے نصابِ تعلیم میں ''جدید علوم'' کو جگہ دیں، اور طلبا کو باعزت شہری اور خود کفیل بنانے کی سبیل پیدا کریں۔''

دوسری طرف خود مسلمانوں میں ایک بڑا طبقہ نصاب تعلیم کے حوالے سے، ارباب مدارس سے سخت نالاں اور شاکی ہے، اس طبقہ میں انگریزی خواں ''روشن خیال'' بھی ہیں اور قدیم و جدید کا ''سنگم'' کہے جانے والے مدارس کے فضلاء و منتسبین بھی، انہیں شکایت ہے کہ: دارالعلوم دیوبند اور اسکے ہم مشرب دیگر مدارس قوم کے مستقبل سے کھلواڑ کر رہے ہیں، یہ ''شاہین بچوں'' کو ''خاک بازی'' کا درس دیتے ہیں، ''بایں طور'' کہ ان مدارس میں رائج نصاب 'ماقبل نوآبادیاتی عہد کا ہے، اس کا دور شباب کبھی کا جاچکا، اس میں ضعیفی کے آثار نمایاں ہوگئے، پھر بھلا وہ موجودہ انقلابی و اکتشافاتی دور کے تقاضے کیسے پورا کر سکتا ہے اور کہاں پورا کر رہا ہے؟ یہاں سے فارغ ہونے والے از بس کسی مسجد کے امام بن سکتے ہیں یا مؤذن، کسی مدرسے کے مدرس یا مکتب کے ''میاں جی''، اگر ہم نے تعلیم کو ان ہی پرانی زنجیروں میں جکڑے رکھا تو امت اسلامیہ کے ساتھ شدید ناانصافی ہوگی اور آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی وغیرہ وغیرہ۔

دارالعلوم دیوبند کا موقف:

یہ تنقیدیں اور تبصرے، دعوے اور دلیلیں اپنی جگہ، حکومت کے مشورے اور ہمدردیاں سر آنکھوں پر، لیکن واقعہ یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند اپنے موقف پر سختی سے قائم ہے، اور اپنے نصاب میں ''جدید علوم'' کی عدمِ شمولیت پر

پہلے سے کہیں زیادہ سختی سے کاربند اور پابند ہے'ان تجویزوں اور تنقیدوں کے جواب میں دارالعلوم دیوبند کا کہنا ہے:

''اپنے مقصد کی تکمیل میں مدارس کا موجودہ نصاب تعلیم مفید اور پورے طور پر نتیجہ خیز ہے'اس لئے ہم نصاب تعلیم میں کسی بنیادی تبدیلی کو مدارس کے''مقاصد اصلیہ'' کے لئے شدید مضرت رساں بلکہ ان کی روح کو ختم کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں''(۱)

دارالعلوم نہ صرف خود عصری علوم کی''پیوندکاری'' کو مسترد کرتا ہے بلکہ وہ اپنے ہم مشرب دیگر مدارس کو (جو اس سے اپنے مرکز کی حیثیت دیتے ہیں اور ہر مشکل گھڑی میں اس کی طرف رجوع کرکے اس سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں) بھی اپنے نقش قدم پر چلنے کی دعوت دیتا ہے'اور تنظیم''رابطہ مدارس'' کے واسطے سے موقع بہ موقع ان کا نمائندہ اجتماع بلا کر انہیں''پرانے شکاریوں'' کے''نئے جال'' سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔

عصری علوم سے اجتناب کیوں؟

سوال یہ ہے کہ آخر دینی اداروں کو عصری علوم سے اس قدر بیر کیوں ہے؟ اور وہ انہیں''شجرۂ ممنوعہ'' کیوں سمجھتے ہیں؟ اور کیا وجہ ہے کہ نصابِ تعلیم کو فرسودہ کہنے اور اس میں تبدیلی کی تحریک چلانے والون کی بات پر کوئی توجہ نہیں دیتے؟ اس معمہ کے حل کے لئے ہمیں چند باتیں ذہن میں رکھنی ہوں گی۔

۱۔ اول یہ کہ کسی بھی ادارے (یا تحریک) پر کوئی تبصرہ خواہ تنقیدی ہو یا توصیفی' کرنے سے قبل دیکھنا پڑے گا کہ اس ادارے کے مقاصد کیا ہیں؟ اور کن اہداف کو حاصل کرنے کے لئے اس کا قیام عمل میں آیا ہے؟

۲۔ جن امور کو ادارے نے اپنے اہداف میں جگہ دی ہے وہ بجائے خود کتنی اہمیت کے حامل اور قوم وملت کے لئے کتنے ناگزیر' نفع بخش اور سود مند ہیں؟

۳۔ یہ کہ ادارے کی اب تک کی کارکردگی کیا رہی اور مقاصد کے حصول میں کتنی کامیابی ملی یا مل رہی ہے؟

یہ امور انتہائی اہم اور ضروری ہیں'ان کو نظرانداز کرکے' کیا جانے والا کوئی بھی تبصرہ یا تنقید ناقابل توجہ ہے اور دیا جانے والا کوئی مشورہ ناقابل عمل ہے۔

دینی مدارس'اہداف ومقاصد:

جب ہم مدارس کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کے قیام کے پس منظر کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے قیام کا بنیادی مقصد'اس تحتی براعظم میں (جو مرکز اسلام سے ہزاروں میل دور رہا بلکہ روئے زمین پر شرک وبت پرستی کا سب سے بڑا مرکز ہے) مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت'اسلامی شعائر کا تحفظ'علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت' پیغام محمدیؐ کی تبلیغ ودعوت' مسلمانوں میں رائج بدعات وخرافات کا قلع قمع اور نئے نئے فتنوں کا تعاقب کرنا ہے' اکابر چاہتے تھے کہ مدارس کی چہار دیواریوں میں امت کے سعادت مند نونہالوں کو اسلامی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرکے اس قابل بنادیا جائے کہ وہ''مادیت'' کی تیز وتند آندھیوں میں''روحانیت'' کے چراغ روشن کریں' سادہ اور قناعت کی زندگی اپنا کر' دین کی سربلندی اور گلشن محمدیؐ کی آبیاری کے لئے اپنے کو وقف کردیں'ان اداروں کا قیام ہرگز اس لیے عمل میں نہیں آیا تھا کہ ان سے مادی فوائد حاصل کئے جائیں'اور دنیاوی خوشحالی کی راہیں آسان کی جائیں'اسی مقصد کو واضح کرتے ہوئے بانی دارالعلوم دیوبند حضرت قاسم نانوتویؒ نے فرمایا تھا: ''ہم نے

مدرسہ "ملا" تیار کرنے کے لئے قائم کیا ہے جدید علوم کے لئے تو اور بہت سے دنیاوی ادارے ہیں"" (۲)

اور حضرت مولانا یعقوب نانوتوی کا قول ہے: ""ہمیں تو پیدا ہی ایسا آدمی کرنا ہے جس کا گاہک دنیا میں کوئی نہ ہو اگر کوئی گاہک دنیا میں مل گیا تو وہ آدمی کام سے گیا"۔ (۳)

مقاصد کی اہمیت:

ہم نے جن امور کو مدارس کے اہداف میں شمار کیا ہے ان سے ایسے لوگوں کو ضرور مایوسی ہوئی ہوگی جن کے نزدیک معدے کو معاد پر اور مادیت کو روحانیت پر فوقیت حاصل ہے۔ اور جنہیں اسلام سے زیادہ مسلمانوں کی (بحیثیت ایک قوم اور نسل ہونے کے) ترقی کی فکر ہے، لیکن جنہیں بھی شاعر کے قول: ""قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں" سے اتفاق ہوگا ان کو مذکورہ مقاصد کی افادیت اور ناگزیریت سے انکار نہیں ہوسکتا' حضرت مولانا علی میاں ندوی فرماتے ہیں: جب مسلمانوں کا سیاسی قلعہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا تو علماء نے اسلامی شریعت وتہذیب کے قلعے قائم کردئے آج اسلامی تہذیب ان ہی قلعوں میں پناہ گزیں ہے اور اس کی ساری طاقت وقوت ان ہی پر موقوف ہے" (۴) شاعر مشرق اقبال مرحوم کسی مدرسے سے فارغ ""خشک" مولوی اور تنگ نظر "ملا" نہ تھے بلکہ وہ جدید تعلیم یافتہ اور "روشن خیال" شخصیت کے مالک تھے کالجوں میں تعلیم حاصل کی تھی اور لندن و پیرس سے ڈگری لے کر آئے تھے تاہم اتنا ضرور ہے کہ انہیں اسلام سے سچا عشق تھا۔ اور خدا کی توفیق سے اپنوں کی "سادگی" اور "غیروں" کی "عیاری" سے بخوبی واقف تھے۔ ان کے سامنے ایک مرتبہ دینی مدرسوں اور مکتبوں کی شکایت کی گئی تو انہوں نے جو کچھ کہا (بلکہ ان سے جو کچھ کہلوایا گیا) وہ تاریخ کے صفحات میں آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے' انہوں نے کہا: ان مکتبوں اور مدرسوں کو اپنی حالت میں رہنے دو اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں ان آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں' جس طرح اسپین میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت کے باوجود آج غرناطہ وقرطبہ کے کھنڈرات کے سوا اسلامی تہذیب کا کوئی نقش نہیں ملتا اسی طرح ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دہلی کے لال قلعہ کے سوا مسلمانوں کی تہذیب کا کوئی نشان نہ ملے گا۔ (۵)

حیرت انگیز کامیابی

کیونکہ ان قلعوں کی بنیادوں میں اکابر کے مقدس ہاتھوں سے اخلاص کی پاکیزہ مٹی لگی ہوئی تھی' اس لئے انہیں اپنے مقاصد میں حیرت انگیز کامیابی ملی اور ان چہار دیواریوں سے قلیل مدت میں ہزاروں مفسر' محدث' فقیہ' متکلم' مبلغ اور مناظر تیار ہوکر نکلے' جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو گاؤں گاؤں اور گھر گھر پہونچایا' اسلام مخالف تحریکات کی سرکوبی کی' وطن عزیز کو انگریزی سامراج کے پنجوں سے آزاد کرایا' ناموس رسالت اور مقام صحابہؓ کی حفاظت کی' مادیت پرستوں کے اذیت آمیز نعرے ""چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی" کے مقابلے میں۔

ہم اپنا کیوں طرز فکر چھوڑیں ہم اپنی کیوں وضع خاص بدلیں
کہ انقلابات نو بنو تو ہوا کئے ہیں ہوا کریں گے کی قلندرانہ صدا بلند کی

الغرض ان اداروں نے اپنی بے سروسامانی کے باوجود وہ سب کر دکھایا جو ایک عظیم اسلامی سلطنت کی ذمہ داری ہوا کرتی ہے۔ اور اتنے بڑے پیمانے پر کیا جس کی نظیر پچھلی تین سو سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے:

دار العلوم اور اس کے شانہ بشانہ سفر کرنے والے مدارس نے مختلف جہات میں جو خدمات انجام دی ہیں ان کا آوازہ عالم کے کونے کونے میں بلند ہوا، علمی دنیا نے انہیں قدر کی نگاہوں سے دیکھا، اوران پر اعتراف و تحسین کے پھول نچھاور کئے، علامہ رشید رضا مصریؒ کی جلالت علمی سے کون انکار کرسکتا ہے، آپ ۱۹۱۲ء میں ہندوستان تشریف لائے، ندوہ کے سالانہ جلسہ میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرمائی، دیگر مکاتب فکر کے اصحاب سے ملاقات کا موقع ملا، آخر میں دیوبند بھی تشریف لائے، یہاں کی علمی وروحانی فضا کو دیکھ کران کی زبان سے یہ جملہ نکلا اور تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ کے لئے نقش ہوگیا: اگر میں دار العلوم کو نہ دیکھتا تو ہندوستان سے نہایت غمگین واپس جاتا (لو لم أرها لرجعت من الهند حزيناً) (۶)

کچھ تو ہے جس کی.......

اوپر کی معروضات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دینی اداروں کے قیام کا اصل مقصد مسلمانوں کی دینی ضروریات کی تکمیل ہے نہ کہ دنیوی خوشحالی کے اسباب کی فراہمی، انکی چہار دیواریوں میں دین کے دعاۃ اور اسلام کے شیروں کی نشوونما ہوتی ہے، نہ کہ دنیا کی وسعتوں کے ''طالبین'' اور آرائش جہاں کے ''متوالوں'' کی، لہذا ان کو اس لئے ہدف ملامت بنانا کہ یہاں سے ''رجال الدنیا'' اور عباد الدرہم والدنانیر'' نہیں پیدا ہوتے اور یہ ادارے یونیورسٹوں کی طرح وکیل، ڈاکٹر، انجینئر، صنعت کار اور فلم ساز فراہم نہیں کرتے، یا تو کم علمی کی وجہ سے ہے یا اس تنقید کے پس پردہ تنگ نظری اور عصبیت کارفرما ہے، کیا کسی کالج پر اس لئے انگلی اٹھائی جاسکتی ہے کہ وہاں سے علماء، حفاظ اور فقہاء پیدا نہیں ہوتے؟ یا کسی صابن کی فیکٹری پر اس لئے لب کشائی کی جا سکتی ہے کہ وہ جوتے، کپڑے اور دودھ وغیرہ تیار نہیں کرتی؟ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں نہ موجودہ نصاب کے اہم اور بنیادی مضامین، تفسیر، حدیث وفقہ کو اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے سائنس، جغرافیہ اور اس جیسے ضروری مضامین کو بھی نصاب میں جگہ دی جائے؟ اس طرح ''قدیم صالح'' کے ساتھ ''جدید نافع'' کی آمیزش ہوگی، اور اس انوکھے امتزاج سے جو ''شراب طہور'' تیار ہوگی اسے پی کر تشنگان علم وفن دور حاضر کے غزالی اور رازی بن کر نکلیں گے اور جدید فلسفہ کی بلند وبالا عمارت کی چولیں ہلا دیں گے اور اس کی جگہ اسلامی تہذیب وتمدن کا شاندار قصر دوبارہ تعمیر کریں گے۔

یہ بات بظاہر جتنی پرکشش ہے، تجربہ اور مشاہدہ کی دنیا میں اسی قدر بے حیثیت اور ناقابل عمل ''قدیم صالح'' کے ساتھ ''جدید نافع'' کی پیوندکاری کے مبینہ نسخے پر عمل کیا جائے تو مغربی فلسفے کی چولیں شاید نہ ہلیں، اور غزالئ وقت، رازئ زمانہ کے پیدا ہونے کا خواب تو شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے لیکن اتنا ضرور ہے کہ ''قدیم'' کی ''صالحیت'' جدید کی ''نافعیت'' کے سیلاب میں بہہ جائے گی اور تعلیم وتربیت کا موجودہ کاروبار بھی (خواہ وہ کسی درجہ میں انجام پارہا ہو) ٹھپ پڑجائیگا، کسی نے حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ کو یہی مشورہ دیا تو آپ کی مومنانہ فراست نے جواب دیا:

''زمانہ واحد میں علوم کثیرہ کی تحصیل سب علوم کے حق میں باعث نقصان رہتی ہے۔'' (۷)

دو کشتیوں کا سوار:

ہمارے سامنے ان اداروں کا حال موجود ہے جنہوں نے دو کشتیوں پر بیک وقت سفر شروع کیا تھا، لیکن چند خوش قسمتوں کے علاوہ وہاں کے اکثر فضلاء ''نیم حکیم خطرۂ جان'' اور ''نیم ملا خطرۂ ایمان'' کا مصداق بن گئے ایسے ہی ایک اور

ادارے کا حال بیان کرتے ہوئے صاحب موج کوثر لکھتے ہیں.... کا دعویٰ تھا کہ وہ قدیم وجدید بالفاظ دیگر علی گڑھ ودیوبند کا مجموعہ ہوگا لیکن جس طرح ''آدھا تیتر آدھا بٹیر.... نہ علی گڑھ کی پوری خوبیاں آئیں نہ دیوبند کی۔(۷)

قدیم وجدید کی پیونکاری کے نقصانات اگر صرف تعلیم ہی تک محدود رہتے تو بھی مدارس کو ان سے بچانا لازم اور ضروری تھا! لیکن دلچسپ بات تو یہ ہے کہ اس کی زد تعلیم سے زیادہ تربیت پر پڑتی ہے' اسلامی روح طلبہ سے غیر شعوری طور پر رخصت ہونے لگتی ہے' خدمت دین کا جذبہ سرد پڑتا جاتا ہے اور ان کے افکار وخیالات پر جدیدیت ومادیت چھا جاتی ہے۔ سید سلیمان ندویؒ کا علمی وفکری تعلق اسی خانوادے سے تھا جس نے مدارس میں ''قدیم صالح'' اور ''جدید نافع'' کا دلفریب نعرہ سب سے اول بلند کیا تھا' لیکن سید صاحبؒ کو آگے تلخ تجربے سے دوچار ہونا پڑا، اس کا اندیشہ اکابر دیوبند نے پہلے بھی ظاہر کیا تھا اور آج بھی کررہے ہیں' سید صاحبؒ لکھتے ہیں: انگریزی خواہ علماء کی ضرورت جیسے جیسے روز بروز بڑھتی جارہی ہے وہ تو معلوم ہے' لیکن مشکل یہ ہے کہ علماء انگریزی خواں ہونے کے بعد عالم نہیں رہتے۔(۸) غور کیجیے انگریزی خواں ہونے کے بعد طلباء عالم نہیں رہتے تو ارباب مدارس اپنے نصاب میں عصری علوم کی شمولیت کو بھلا کیسے گوارا کرسکتے ہیں؟

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

آخری بات:

بلاشبہ یہ دینی ادارے (اپنے موجودہ نصاب ونظام پر باقی رہتے ہوئے) دین وشریعت کی حفاظت کے سب سے مضبوط قلعے اور فتنوں سے بچاؤ کے محفوظ ترین جزیرے ہیں یہ ہمارے ہاتھوں میں اکابر کی مقدس امانتیں ہیں جن میں تصرف وتغیر اور ان کے بنیادی ڈھانچوں کو تبدیل کرنے کا حق ہمیں یا کسی کو ہرگز نہیں پہنچتا' لہذا انہیں ان کے اصلی نہج پر قائم رکھنا ہمارا فریضہ ہے' خصوصاً ایسے وقت میں جب باطل پوری تیاری کے ساتھ میدان میں آچکا ہے اور ہمارے مذہبی شعائر اور تہذیب وتمدن کو مٹانے اور ملی شخصیات وامتیازات کو قصہ پارینہ نادینے کا تہیہ کرچکا ہے' خدانخواستہ اگر ہم نے طعن وتشنیع کے تیز وتند آندھیوں سے گھبرا کر اور مادیت کے طوفانِ بلاخیز سے خوف کھا کر ان اداروں کی ماہیت کو تبدیل کردیا اور انہیں مدارس نما کالجوں اور حرم نما بتکدوں میں بدل دیا تو یہ ایک ایسا جرم ہوگا جس کی تلافی کبھی نہیں کی جاسکتی اور آنے والی نسلیں ہمیں ہرگز معاف نہیں کریں گے۔

فطرت' افراد سے اغماض تو کرلیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

....

حواشی وحوالہ جات

۱۔ جدید سکریٹری رپورٹ' رابطہ مدارس عربیہ ص۔۶۸ ...... ۲۔ ماہنامہ دار العلوم' اکتوبر ۱۹۹۴ء
۳۔ دینی تعلیم کی موجودہ صورتحال' ص۔۱۰...... ۴۔ خون نہا' ص۔۴۲۹' بحوالہ الجمعیۃ دینی مدارس نمبر ص:۱۳
۵۔ موج کوثر: ص۲۱۰...... ۶۔ سوانح قاسمی' ج: ۲۸۳۲
۷۔ موج کوثر: ص:۱۹۲ ۸۔ تاریخ ہندوستان' ج:۳' ص:۲۴۵

اخبار وسر گرمیاں

جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت کے شب وروز......

انچارج: مولانا حبیب اللہ دیدار، ترتیب: ابن شہزاد حقانی

3 اپریل 2012ء/ مولانا عطاء اللہ شہاب کی مع وفد جامعہ آمد

3 اپریل 2012ء کو مولانا عطاء اللہ شہاب (مشیر چیئرمین گلگت بلتستان کونسل و رکن گلگت بلتستان کونسل) ایک وفد سمیت جامعہ نصرۃ الاسلام میں تشریف لائے' مولانا شہاب صاحب کے وفد میں مولانا خلیل قاسمی صاحب' مولانا مقصود خاکی صاحب اور دیگر علماء اور جمیعت علماء اسلام ضلع گلگت کے ارکین شامل تھے' رئیس الجامعہ چونکہ نظر بند تھے اس لئے جامعہ نصرۃ الاسلام کے نائب مہتمم مولانا قاری خلیل الرحمان صاحب اور جامعہ کے دوسرے اساتذہ نے مولانا شہاب صاحب اوران کے وفد کا استقبال کیا' دفتر اہتمام میں جامعہ کے اساتذہ اوران کے مابین مختلف امور پر بڑی خوشگوار گفتگو ہوئی' جامعہ کے اساتذہ میں مولانا خلیل الرحمان صاحب' قاری وہاب صاحب' مولانا حبیب اللہ صاحب' مولانا خلیق الرحمان صاحب' مولانا عطاء الحق صاحب اور دیگر نے شرکت کی' رئیس الجامعہ کے خصوصی حکم پر جامعہ کے منتظمین نے مولانا شہاب صاحب اور ان کے ہمراہ تشریف لائے ہوئے علماء اور معززین کی خاطر مدارت کی' مولانا شہاب نے حالات حاضرہ سے حاضرین کو آگاہ کیا اور اپنی کارگزاری بھی سنائی۔ آئندہ کے لئے اپنا لائحہ عمل بھی بتایا' ایک بجے کے قریب ان کو رخصت کیا گیا۔

19 مئی 2012ء/ جامعہ نصرۃ الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقیہ میں تقریب ختم بخاری شریف

19 مئی 2012ء کو جامعہ نصرۃ الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقیہ میں تقریب ختم بخاری شریف کا اہتمام کیا گیا۔اس کی تفصیلی روئیداد "سالانہ جلسہ و دستار فضیلت وخمار بندی" کے عنوان سے الگ شائع کی گئی ہے' ملاحظہ کیجئے۔

22 مئی 2012ء/ جامعہ نصرۃ الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقیہ کے غیر وفاقی کلاسوں کا امتحان

22 مئی 2012ء کو جامعہ نصرۃ الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقیہ کے غیر وفاقی کلاسوں امتحانات شروع ہو کر 24 مئی کو اختتام پذیر ہوئے' طلبہ و طالبات امتحانات سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھروں کو چلے گے۔

22 مئی 2012ء/ جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات کے ناظم مولانا خلیق الرحمان کا دورہ استور و جگلوٹ

22 مئی 2012ء کو جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات کے ناظم الامور مولانا خلیق الرحمان صاحب اور ان کی اہلیہ (معلّمہ جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات) نے استور و جگلوٹ کا دورہ کیا وہاں کئی مدارس میں درجہ حفظ کے طلبہ و طالبات کا امتحان لیا۔ان کے مطابق طالبات وطلبہ پر کافی محنت کی گئی ہے اور پڑھائی کا معیار مناسب ہے۔انہوں نے ایک تفصیلی رپورٹ تیار کر کے رئیس الجامعہ کو پیش کی اور ایک کاپی متعلقہ مدرسے کو ارسال کر دیا۔

2 جون 2012ء/ سالانہ کارکردگی کے حوالے سے جامعہ کے اساتذہ کا اجلاس

2 جون 2012ء کو جامعہ نصرۃ الاسلام کے دفتر اہتمام میں سالانہ کارکردگی کے حوالے سے جامعہ کے اساتذہ کا ایک اہم جلاس منعقد ہوا جس میں جامعہ کے استاد مولانا قاری خلیل الرحمان صاحب (نائب مہتمم) مولانا خلیل الرحمان صاحب (ناظم تعلیمات) مفتی عبدالباری صاحب (صدر مدرس) مولانا لطیف الرحمان صاحب (استاد الحدیث بنات) قاری عبدالوہاب صاحب (ناظم الامور و ناظم معطم) مولانا خلیق الرحمان (ناظم الامور بنات) مولانا ظہیر احمد صاحب (رفیق دار التصنیف والتالیف) مولانا بشیر احمد صاحب (استاد الحدیث) مولانا

حبیب اللہ صاحب نے شرکت کی، سال بھر کی تعلیمی وتربیتی کارکردگی کے حوالے سے جائزہ لیا گیا اور اگلے سال کے لئے مشاورت کی گئی، ایک اہم اجلاس جامعہ عائشہ صدیقیہ کے معلمات کا بھی ہوا، انہوں نے بھی طویل غور وخوض کی اور اس امر پر اجلاس برخاست ہوئی کہ سالانہ تعلیمی کارکردگی مناسب ہے۔

16 جون 2012ء/ جامعہ نصرۃ الاسلام وجامعہ عائشہ صدیقیہ میں وفاق المدارس العربیہ کے امتحانات

16 جون 2012ء/ کو جامعہ نصرۃ الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات میں وفاق المدارس کے امتحانات شروع ہو کر ۲۱ جون کو اختتام پذیر ہوئے، جامعہ نصرۃ الاسلام کا نگران اعلیٰ حضرت مولانا نظیم صاحب، اور معاونین میں مولانا مفتی عارف صاحب، مولانا ارشاد الحق تانگیری، مولانا احسان صاحب اور مولانا جمال الدین نے فرائض انجام دیئے، امیر جان حقانی بھی وقتاً فوقتاً ان کی معاونت کرتا رہا۔ اس سال جامعہ نصرۃ الاسلام کے تحت ۱۱۵ طلبہ نے وفاق المدارس کے امتحانات میں شرکت کی جبکہ جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات میں ۱۰۵ میں طالبات نے وفاق المدارس کے امتحانات میں شرکت کی۔ یاد رہے۔ جامعہ کے رئیس اور وفاق المدارس العربیہ کے رکن عاملہ وشوری مولانا قاضی نثار صاحب، اور مسئول مولانا حبیب اللہ دیدار وفاق کے مختلف سنٹروں کی نگرانی کرتے رہے۔ درجہ حفظ کے امتحانات دس جون کو ہوئے۔

16 جون 2012ء/ مولانا لطیف الرحمان صاحب اور مولانا عنایت اللہ صاحب کی جامعہ آمد

16 جون 2012ء کو مولانا لطیف الرحمان صاحب (مہتمم جامعہ ضیاء العلوم بیگم پورہ لاہور) اور ان کے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر خلیق الرحمان صاحب نے جامعہ نصرۃ الاسلام کا دورہ کیا، جامعہ میں منعقدہ وفاق کے سنٹر کا معائنہ بھی کیا، بعد ازیں جامعہ کے دفتر اہتمام میں رئیس الجامعہ کے سے دینی امور پر گفت وشنید کی۔ جمعیت علماء اسلام گلگت بلتستان کے نائب امیر مولانا عنایت اللہ صاحب بھی تشریف لائے، مولانا منیر صاحب رہنماء تنظیم اہل سنت و مولانا فرمان صاحب رہنماء تنظیم اہل سنت بھی تشریف لائے، مختلف امور پر بات چیت ہوئی، حالات حاضرہ زیر بحث آئے، رئیس الجامعہ نے معزز مہمانوں کی ضیافت کی، جامعہ کے اساتذہ میں قاری خلیل الرحمان صاحب، مفتی عبدالباری صاحب، مفتی سرتاج صاحب، مولانا عطاء الحق صاحب، مولانا امیر جان حقانی صاحب، قاری وہاب صاحب، مفتی سرتاج صاحب، مولانا حبیب اللہ صاحب، مولانا بشیر صاحب، مولانا خلیل الرحمان داریلی صاحب دیگر نے بھی مجلس میں شرکت کی۔

17 جون 2012ء/ رئیس الجامعہ اور جامعہ کے اساتذہ کا مولانا شفیق الرحمان کی دعوت پر گوپس روانگی

17 جون 2012ء کو رئیس الجامعہ اور جامعہ کے اساتذہ مولانا حبیب اللہ صاحب، مولانا خلیل الرحمان صاحب، مولانا منیر صاحب مولانا شفیق الرحمان کی دعوت پر گوپس روانہ ہوئے، پروگرام کے بعد رات گئے واپس لوٹے۔

19 جون 2012ء/ جامعہ نصرۃ الاسلام میں علماء کرام وائمہ کرام کی پرتکلف دعوت

19 جون 2012ء کو جامعہ نصرۃ الاسلام میں علماء کرام وائمہ کرام اور جامعہ میں تشریف لائے ہوئے مہمان طلبہ کی ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ گلگت شہر کے تمام علماء کرام، مساجد کے ائمہ وخطباء اور دیگر معززین کو جامعہ نصرۃ الاسلام میں مدعو کیا گیا، علماء اور ائمہ مساجد کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی، لاہور سے تشریف لائے ہوئے بزرگ عالم دین مولانا لطیف الرحمان صاحب نے خصوصی شرکت کی، جامعہ نصرۃ الاسلام اور جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات چونکہ وفاق کے سنیڑ ہیں اس لیے گلگت بلتستان کے مختلف علاقوں سے طلباء و طالبات اور نگران اساتذہ ومعلمات تشریف لائے تھے تو ان کے اعزاز میں جامعہ کی انتظامیہ نے ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا، دعوت کے اختتام پر مولانا لطیف الرحمان صاحب نے دعا کرائی۔

23 جون 2012ء/ رئیس الجامعہ کی عمرہ ادائیگی کے لئے روانگی اور راستے میں مختلف وفود سے ملاقاتیں

23 جون 2012ء کو رئیس الجامعہ مولانا قاضی نثار احمد صاحب عمرہ ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے، ان کے ساتھ مولانا منیر صاحب، مولانا عبدالسمیع صاحب، مولانا راشد اللہ صاحب، استاد عبدالصمد صاحب بھی شریک سفر ہوئے۔ اراکین سفر نے جانے سے پہلے پینوراما ہوٹل گلگت میں جماعت اسلامی ایک وفد سے حالات حاضرہ کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی۔ جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی جنرل سیکریڑی جناب مقصود صاحب، جنرل سیکریٹری جناب آزاد کشمیر و گلگت بلتستان جناب محمود الحسن صاحب، اور گلگت کے جماعت اسلامی کے ذمہ داران شامل تھے۔ ان سے ملاقات کے بعد سفر جاری رکھا اور قاری امتیاز صاحب کے دارالعلوم ترتیل القرآن جگلوٹ سونیار میں جگلوٹ کے علماء کرام اور عمائدین سے ایک تفصیلی نشست کی، اس نشست میں مولانا سید محمد صاحب خطیب جگلوٹ، مولانا معاذ صاحب مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن جگلوٹ، مولانا نظیم صاحب، قاری امتیاز صاحب اور دیگر علماء و معززین شریک ہوئے۔ حالات حاضرہ پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ جگلوٹ کے علماء و عمائدین اور عوام الناس کے بے مثال اتحاد و یکجہتی اور مثالی کردار پر رئیس الجامعہ نے شکریہ ادا کیا۔ جگلوٹ سے مولانا معاذ صاحب بھی شریک سفر ہوئے۔ رئیس الجامعہ قاضی نثار احمد نے ٹیلی فون پر ایڈیٹر سہ ماہی نصرۃ الاسلام سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے وفد کی دیامر جرگہ کمیٹی کے ذمہ داروں اور عمائدین و علماء کرام سے چلاس میں ایک تفصیلی میٹنگ ہوئی۔ ظہر سے عصر تک کی اس طویل میٹنگ میں بہت سے امور زیر بحث آئے، جرگے کے ذمہ داروں نے بھر حمایت و تعاون کا یقین کرایا، رئیس الجامعہ نے انکے گزشتہ کردار پر انہیں مبارک باد دی۔ اس اہم میٹنگ میں سابق اسپیکر گلگت اسمبلی جناب ملک مسکین صاحب، معروف عالم دین مولانا شہزادہ خان صاحب، مولانا عبدالحلیم داریلی صاحب، سابق ممبر اسمبلی جناب امیر جان صاحب، مولانا غیاث توحیدی اور دیگر نے خصوصی شرکت کی۔ اس کے بعد رئیس الجامعہ اسلام آباد روانہ ہوئے۔ وہاں مختلف علماء کرام اور مذہبی و سیاسی رہنماؤں سے ملاقاتیں کی۔ ۲۶ جون کو عمرے کے لئے روانہ ہوئے اور انشاء اللہ رمضان المبارک میں واپسی ہوگی۔

25/30 جون 2012ء نصرۃ الاسلام کے ایڈیٹر کی مولانا حبیب اللہ فاضل دیوبند سے اہم ملاقات و انٹرویو

25 جون 2012ء کو سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے ایڈیٹر جناب ابن شہزاد حقانی نے حضرت مولانا حبیب اللہ حفظ اللہ ورعاہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) سے ان کی رہائش گاہ میں ایک اہم ملاقات کی۔ مولانا حبیب اللہ کے ساتھ ان کے بیٹے جناب اخلاق صاحب بھی تھے۔ مولانا حبیب اللہ سے حقانی صاحب نے طویل گفتگو کی۔ ان کی سوانح عمری کے حوالے سے تفصیلی بات چیت ہوئی۔ مولانا حبیب اللہ سے طے ہوا کہ اتوار یکم اگست کو ایک ملاقات ہوگی، جس میں جناب حقانی اور اخلاق صاحب ان سے ان کی زندگی اور دیگر فاضلین دیوبند کے حوالے سے تفصیلی انٹرویو کریں گے۔ مولانا حبیب اللہ حفظ اللہ ورعاہ نے ایڈیٹر سہ ماہی نصرۃ الاسلام کو یقین دہانی کرائی کہ وہ اپنے استاد حضرت مولانا قاضی عبدالرزاق مرحوم، مولانا گلشیر مرحوم، مولانا نزیر اللہ مرحوم اور مولانا عزیز الرحمان مرحوم کے بارے خود ہی تفصیل سے لکھیں گے۔ جس پر جناب حقانی نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان سے دعائیں لیتے ہوئے رخصت ہوئے۔ یاد رہے کہ مولانا حبیب اللہ مدظلہ گلگت بلتستان کے فاضلین دیوبند میں اکیلے حیات ہیں، سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے ایڈیٹر جناب حقانی صاحب فاضلین دیوبند کی سوانح عمریوں پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے مولانا سے ملاقات کی ہے اور ۳۰ جون کو ان سے ایک تفصیلی انٹرویو کیا، اس انٹرویو کو بذریعہ ویڈیو کیمرہ محفوظ بھی کیا گیا اور نوٹ بکس میں بھی لکھا گیا، اس انٹرویو میں مولوی راشد اللہ، جناب لیکچرر اخلاق صاحب شامل تھے۔ صبح سے شام ۵ بجے تک انٹرویو جاری رہا۔

آپ کا انتخاب......

اس گوشے میں قارئین کے منتخب مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔

ملک عزیز کے دگرگوں حالات

مراسلہ نگار: شاہ منور شاہ شمآلی

ملک عزیز کی موجودہ صورت حال پر نظریں دوڑائیں جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ ملک کی حالت انتہائی دگرگوں ہے، شرازہ بکھرا ہوا ہے۔ ہر طرف انارکی ہے۔ جن مقاصد کے لیے پاکستان معرض وجود میں لایا گیا تھا ان کو پس پشت ڈالا گیا ہے۔ ملکی بھاگ ڈور کرپٹ اور لٹیروں کے ہاتھ میں ہے۔ ان لوگوں نے عوام کو بے توف بنانے کے لیے پاکستان کی بالادستی اور بقاء ودفاع کے نعرے ہر وقت اور ہر دور میں لگائے ہیں مگر عملاً ان کی کارکردگی اور عمل برعکس رہا ہے۔ ان کا کردار میر جعفر اور میر صادق سے مختلف نہیں رہا ہے۔

ملک عزیز کے عوام نے لولی لنگڑی جمہورتیں بھی دیکھی اور مارشل لاءوں کی تباہ کاریاں بھی، ان دونون نظاموں سے مکمل منافرت کے بعد اب قوم اسلامی نظام بطرز خلفائے راشدینؓ دیکھنا چاہتی ہے۔ جمہوریت کی انارکی اور خلفشار، لاقانونیت وکرپشن اور آمریت کا ظلم وجبر اور قتل وغارت اور دوغلا پنی سے بیزار یہ قوم اب اسلامی نظام سے مستفید ہونا چاہتی ہے مگر اسلام دشمن اور نظریہ پاکستان اور تخلیق پاکستان کے مرکزی نقطہ نظر وخیال دشمن طبقہ اسلام کے نفاذ میں بڑا رکاوٹ ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ میں ایک بڑی رکاوٹ خود اسلام پسند طبقات کی آپس کی الجھنیں ہیں۔

موجودہ حالات کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ انسانی خون کی قیمت پانی سے زیادہ بے وقعت ہوگئی ہے۔ غریبوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ تعفن زدہ اس ماحول میں دینی مدارس مشعل راہ بنے ہوئے ہیں مگر اسلام دشمن اور اغیار کے ایجنٹ ان اسلامی قلعوں کو بھی قلع قمع کردینے کے درپے ہیں۔ گلگت بلتستان کے سب سے قدیم دینی درسگاہ کا اولین مجلّہ ''سہ ماہی نصرۃ الاسلام'' جب نظروں سے گزرا تو دل بے ساختہ داد دیے بغیر نہ رہ سکا پھر ان سطور کو لکھ کر ارسال کیا تاکہ میں اپنے جذبات اور نہاں خانوں کا درد قارئین کے ساتھ شیئر کرسکوں،۔ اللہ ہم سب کی معاونت ونصرت فرمائے۔

☆☆☆

جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات، ایک مقدس فرض کی تکمیل

مراسلہ نگار: مولانا خلیق الرحمٰن، ناظم الامور، جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات، گلگت

موجودہ لادینی اور بے پردگی کے سیلاب سے مسلم اقوام کی خواص وعوام کی ایک بڑی تعداد متاثر نہیں بلکہ قبول بھی کررہی ہے، اس کے برے اثرات بڑی تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ نوجوان طبقہ بالخصوص مسلمان بچیوں کے عادات واطوار حد درجہ مخرّب ہورہے ہیں۔ اس طوفان بدتمیز کو بروقت نہ روکا گیا تو یہ مسلم امہ کی رہی سہی وقعت بھی ختم کردے گا۔ مسلمان عورتیں اسلامی علوم میں مہارت تو کجا ناظرہ قرآن اور سیرت وفقہ کے واجبی پہلو سے بھی

تہی دست ہو جائینگی۔

گلگت بلتستان کے عورتوں بالخصوص نو جوان لڑکیوں کو دینی تعلیم سے بڑی محبت و دلچسپی ہے مگر ان کے لیے کوئی مناسب دینی ادارہ نہیں تھا جہاں وہ اسلام کی لازمی تعلیم اور قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی سے سیراب ہو جائے۔ انہیں دینی علوم کی تحصیل کے لیے پنڈی اسلام آباد کے چکر لگانے پڑتے۔ انہی ضروریات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے گلگت بلتستان کے کیپیٹل ایریا گلگت میں ایک دینی جامعہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس جامعہ کی سنگ بنیاد حضرت مولانا نذیر اللہ مرحوم (فاضل دیوبند) مولانا قاضی نثار احمد حفظ اللہ رعاہ اور راقم الحروف (خلیق الرحمٰن) نے ۱۸ دسمبر ۲۰۰۸ء میں رکھا۔ تین کمروں پر مشتمل ایک چھوٹی سی عمارت کرایہ پر لیکر درس و تدریس کا کام شروع کیا۔ ابتداء میں سخت قسم کے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات کے معلمات و طالبات اور قابل فخر ذمہ داران نے ہمت نہیں ہاری، کھٹن کے اس ماحول میں سب عزیمت کے پہاڑ بن گئے۔ میری اہلیہ نے بھی پہلی ناظمہ کے فرائض بخوبی انجام دی۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

جامعہ عائشہ صدیقیہ کو جامعہ نصرۃ الاسلام کے پرانے دفتر میں شفٹ کر دیا گیا اور یہاں جگہ کافی وسیع ہے۔ جامعہ میں حفظ و ناظرہ قرآن اور اسکول کی ابتدائی تعلیم (مڈل) سے لیکر درس نظامی (عامہ سے عالیہ) تک کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔

پہلے سال میں وفاق المدارس العربیہ میں رزلٹ ۱۰۰٪ رہا اور بعد کے سالوں میں بھی بہت ہی اچھا رزلٹ رہا۔ جامعہ میں اس وقت تین سو کے قریب طالبات زیر تعلیم ہیں، ان کے قیام و طعام کا بندوبست جامعہ کے سپرد ہیں۔ جامعہ میں ۹ معلمات ہیں اور کئی بزرگ اساتذہ بھی پردے کے اوٹ سے پڑھا رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ جامعہ کے رئیس مولانا قاضی نثار احمد صاحب، اساتذہ کرام، معلمات و معلمین و معاونین کی اللہ تعالی حفاظت فرمائے اور ان کو استقامت نصیب فرمائے۔ آمین

☆☆☆

اللہ والوں کی مقبولیت کا راز

مراسلہ نگار: بنت مولانا عنایت اللہ میر حنفی، طالبہ دورہ حدیث، جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات گلگت

حسن نیت: دین کے ہر کام میں حسن نیت ضروری ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے "انما الاعمال بالنیات" یعنی اعمال کی مقبولیت ہونے اور نہ ہونے کا دارومدار نیت پر ہے۔ حضرت عمرؓ کا مقولہ ہے کہ "لا عمل عن لا نیۃ لہ" یعنی جسکی نیت صحیح نہیں اس کے عمل کی کوئی حقیقت نہیں، اسی طرح یحییٰ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ نیت کرنا سیکھو، اس لیے کہ یہ عمل کرنے سے زیادہ اہم ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا ارشاد ہے کہ "بہت سے معمولی اعمال نیت کی صحت کی وجہ سے عظیم الشان ہوتے ہیں اور بہت سے بڑے بڑے اعمال نیت کی فساد کی وجہ سے معمولی بن جاتے ہیں۔"

مقبولیت: ہم اس خام خیالی میں ہے کہ عمدہ عمدہ اور نادر و نایاب مضامین، چرب زبانی اور اپنی تقریروں میں لطائف و ظرائف کا انبار لگا کر ہم مقبولیت کا مقام حاصل کرلیں گے اور اپنی دھاک لوگوں پر بٹھائیں گے، حالانکہ یہ سراسر فریب ہے، ہوسکتا ہے کہ ہم اس سے وقتی طور پر لوگوں سے داد حاصل کریں مگر مقبولیت کا راز صرف عند اللہ مقبولیت ہی میں مضمر ہے۔ حضرت کعب بن احبار فرماتے ہیں کہ "دنیا میں کسی شخص کی تعریف اس وقت تک

لوگوں کے دلوں میں نہیں اترتی جب تک کہ اسمان والوں میں اس کی تعریف کا چرچا نہ ہو"

حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ "قبول عام کی دو صورتیں ہیں: ایک وہ قبول جو خواص سے لے کر عوام تک پہنچے اور دوسرا وہ جو عوام سے شروع ہو اور اسکا اثر خواص تک بھی پہنچ جائے۔ پہلا قبول علامت مقبولیت ہے نہ دوسرا، کیونکہ حدیث میں جو مضمون علامت مقبولیت کا آیا ہے وہ یہ ہے کہ اول بندہ سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں پھر وہ ملاء اعلی کو محبت کا حکم دیتے ہیں اور ملاء اعلی اپنے نیچے والوں کو یہاں تک کہ وہ حکم اہل دنیا تک آتا ہے اور جو ترتیب ملاء اعلی میں تھی اسی ترتیب سے اس کی محبت دنیا میں پھیلتی ہے"۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور بالخصوص خلفائے راشدین میں تواضع کثرت سے پایا جاتا تھا، وہ دین کا ہر کام اللہ کی رضاء کے لیے کرتے تھے اور ان کا اس میں کوئی دنیاوی غرض شامل نہیں ہوتی تھی اس لیے اللہ تعالٰی کے ہاں ان کے تمام اعمال مقبول ومنظور تھے، اسلامی کتب ان کبار لوگوں کی مقبولیت کے واقعات سے بھری پڑی ہیں، اللہ تعالی ہمیں بھی مقبولیت کے ثمرات سے نوازے اور ریاء و دکھلاوے سے مامون ومحصون فرمائے۔ آمین

☆☆☆

کون صدیق اکبر رضی اللہ عنہ؟

مراسلہ نگار: رحمت گل پونیالی، طالب علم، دورہ حدیث، جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت

صدیق اکبرؓ وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جو بعد الانبیاء تمام انسانوں میں سب سے افضل ہے۔ اس کی افضلیت باقاعدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپؓ کی شان ومنقبت میں قرآن پاک میں کئی آیتیں اتری، اور ان کی شان میں آپ ﷺ کے ۱۸۱ فرامین موجود ہیں، حضرت صدیق اکبرؓ کی شان بیان کرنے میں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں۔ آپؓ کی جنگی عظمت کے معترف ایک دنیا ہے۔ تمام صحابہ کرامؓ مسلمان علماء، اولیاء کرام ان کو خلیفہ اول تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کی خلافت پر اجماع امت ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی شان میں خلیفہ راشد سید المجاہدین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "صدیق اکبر دین کی دلیل وحجت ہیں"۔ حضرت صدیق اکبر مصدق نبوت اور نجیب امت اور افضل الامت ہیں۔ آپؓ کے متعلق امام جعفر صادق رحمہ اللہ اور محمد بن حنیفہ نور اللہ مرقدہما نے فرمایا کہ "صدیق اکبرؓ امام عادل تھے اور ہم ان کو اپنا دوست سمجھتے ہیں" صدیق اکبرؓ کو پہلا جامع القرآن ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ صدیق اکبرؓ آپ ﷺ کے یار غار ہیں، حوض کوثر اور جنت کے ساتھی ہیں۔ اسی طرح روضہ بھی ساتھ ہیں، قیامت کے دن بھی ساتھ آٹھیں گے اور ہر جگہ میں رفیق خاص ہونگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

نامے میں نام

قارئین کے خطوط

سہ ماہی نصرۃ الاسلام اپنے محترم قارئین کی آرا اور تجاویز کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ آپ کے رشحات قلم کو دل سے خوش آمدید کہتا ہے۔ قلم اٹھایئے اور اپنے خیالات ہم سے شیئر کیجئے اور جو کہنا ہے بانگ دہل کہیں، انشاء اللہ ہم آپکی آوز مؤثر انداز میں ارباب حل وعقد اور صاحبان فکر و دانش تک پہنچائیں گے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام حضرت مولانا قاضی نثار احمد صاحب، و امیر جان حقانی صاحب زید مجدکما، السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

سہ ماہی مجلّہ ''نصرۃ الاسلام'' کا نقش اول باصرہ نواز ہوا۔ رسالہ کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے حضرت مولانا قاضی نثار احمد زید مجدہم کا نام نامی دیکھ کر فرحت وطمانیت ہوئی۔

مولانا موصوف تحریر وتقریر دونوں میں فاضلانہ دسترس رکھتے ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں اور موجودہ دور کی صحافت اور ابلاغ کے تقاضوں کو سمجھتے ہیں۔ نقشِ اول میں مضامین کا انتخاب اور تنوع مدیرِ اعلیٰ مولانا قاضی نثار احمد اور مدیر رسالہ مولانا امیر جان حقانی کے حسنِ ذوق کا ثبوت پیش کررہا ہے۔ البتہ صفحہ ۳۲ میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ ''حضرت درخواستیؒ فاضل دیوبند تھے اور حضرت مدنیؒ کے تلمیذ رشید تھے'' یہ درست نہیں ہے۔ آپؒ نے دورہ حدیث اپنے ہی علاقہ دین پور شریف مضافات خانپور میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد صدیق حاجی پوریؒ کی خدمت میں رہ کر کیا۔ فراغت کے بعد اپنے والد کے پیر ومرشد حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت درخواستی کا تحصیل علم کے لیے دیوبند کا کوئی سفر نہیں ہوا، نہ ہی آپ کو حضرت مدنی قدس سرہٗ سے تلمذ تھا۔

بہر صورت مجموعی طور پر مجلّہ ''نصرۃ الاسلام'' قابل ستائش ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اسے اسم بامسمّٰی بنائیں۔

والسلام

(مولانا وقاری) محمد حنیف جالندھری (حفظہ اللہ رعاہ)، مدیر اعلیٰ ماہنامہ الخیر ملتان، مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، چیئرمین الخیر پبلک اسکول ملتان وجامعۃ الخیر لاہور

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ ..... ۱۲/ اپریل ۲۰۱۲ء

☆☆☆

بخدمت گرامی قدر جناب امیر جان حقانی، ایڈیٹر سہ ماہی نصرۃ الاسلام گلگت

حوالہ/ ۲۵/ ۱۱ (الف) کتب خانہ ۲۳۔ فروری ۲۰۱۲ء

محترم ومکرم، آداب

آپ کا رسالہ مجلّہ ''نصرۃ الاسلام'' موصول ہوا۔ جناب صدر نشین مقتدرہ قومی زبان نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور اس توقع کا اظہار فرمایا ہے کہ آپ کا یہ تعاون آئندہ بھی جاری رہے گا، جس کے لئے ہم آپ کے ممنون ہوں گے۔ انشاء اللہ مقتدرہ کے کتب خانے کے توسط سے طالب علم اور اسکالرز آپ کی کاوشوں سے مستفید ہوتے رہیں گے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

مخلص

محمد انور سرور (لائبیریرین)

مقتدرہ قومی زبان وزارت قومی ورثہ و یکجہتی، پاکستان، پطرس بخاری روڈ اسلام آباد

محترم جناب مولانا امیر جان حقانی صاحب

ایڈیٹر ''سہ ماہی نصرۃ الاسلام'' گلگت پاکستان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

''سہ ماہی نصرۃ الاسلام گلگت'' کا پہلا شمارہ پڑھ کر دلی خوشی اور مسرت ہوئی کہ آپ حضرات نے تحریری میدان میں ایک عظیم اور بہترین قدم اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطاء فرمائے۔ بندہ اس عظیم کاوش پر آپ کو اور آپ کے میگزین کے جملہ اراکین و متعلقین کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ راقم الحروف ''گولڈ مائن انٹرنیشنل'' کمپنی کی شرعی حیثیت کے عنوان سے تفصیلی اور عصر حاضر کے ضروریات و مقتضیات کے مطابق ایک اہم مدلّل فتوی آپ کے موقر جریدے کے لئے ارسال کرر ہا ہے۔ امید ہے کہ آپ اس تحریر کو میگزین میں شامل فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور کامیابیوں و کامرانیوں سے مالا مال فرمائے۔ والسلام

(مولانا) سلیم ملک اخوند

المتخصص فی الفقہ الاسلامی، بالجامعۃ الفاروقیہ بکراتشی

☆☆☆☆☆

محترم جناب حقانی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ!

مزاج شریف بخریت سے ہونگے نصرۃ الاسلام کی دوسری مرتبہ اشاعت مبارک ہو، شاندار بھی ہے اور جاندار بھی، مضامین کا انتخاب میں بہترین ہے۔ علمی، تحقیقی، ادبی اور معیاری پرچہ ترتیب دینے پر ہدیہ تبریک قبول فرمایئے۔ جزاکم اللہ

والسلام

(مولانا) عبدالقیوم حقانی (حفظہ اللہ درعاہ)

(سرپرست اعلی ماہنامہ القاسم ورئیس جامعہ ابوھریرۃ والقاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ، کے پی کے)

☆☆☆☆☆

محترم ومکرم جناب ایڈیٹر صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں عائشہ صدیقیہ للبنات میں زیر تعلیم ہوں اور درجہ عالمیہ (دورہ حدیث) کی طالبہ ہوں۔ میں نے سہ ماہی نصرۃ الاسلام کا پہلا شمارہ پڑھا، ماشاء اللہ مجھے بہت اچھا لگا۔ میں اپنے چچا حضرت مولانا حبیب اللہ مجاہد کے نقش قدم پر چل کر قلمی جہاد کرنا چاہتی ہوں۔ اور پہلی مرتبہ قلم اٹھانے کی جسارت کرتی ہوں۔ امید ہے کہ آپ میری تحریر کو اپنے مجلّے میں جگہ دیں گے اور مجھے مایوس نہیں کریں گے اور میرا مضمون شائع کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ میرے چچا حبیب اللہ مجاہد اڈیالہ جیل راولپنڈی میں دس سال سے قید کی زندگی گزار رہے ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ان کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں۔ آپ سے بھی گزارش ہے کہ اپنے رسالے کو صرف سیاسی باتوں پر مبنی نہ کریں بلکہ اس میں طلبہ وطالبات کی دلچسپی کے لیے مختلف مضامین بھی شائع کریں۔ شکریہ

والسلام

بنت ادریس، طالبہ دورہ حدیث

جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات گلگت

☆☆☆☆☆☆

اپنے اشتہارات کے ذریعے نصرت کیجئے!

سہ ماہی نصرۃ الاسلام ایک دینی ادارے کا مجلّہ ہے، سہ ماہی نصرۃ الاسلام میں کوئی غیر شرعی اشتہار شائع نہیں کیا جاتا۔ آپ اگر اپنے کاروبار میں وسعت دینا چاہتے ہیں تو سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے ذریعے تشہیر کیجئے۔ سہ ماہی نصرۃ الاسلام پورے پاکستان کی بڑی دینی درسگاہوں، یونیورسٹیوں، کالجز اور تمام اہم اداروں اور شخصیات کو اعزازی جاری کیا جاتا ہے، یاد رہے آپ صرف اشتہار نہیں دیتے بلکہ ایک دینی جامعہ کی عملی مدد بھی کر رہے ہیں۔ تو آیئے! قدم بڑھائے، اپنے اشتہار بک کروایئے، نیز سالانہ معاہدہ کرنے والوں کے ساتھ مزید رعایت کی جائے گی۔ اشتہارات کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کریں۔ 0346,2974626

سہ ماہی نصرۃ الاسلام گلگت کے اشتہارات کے نرخ نامے......

بیک سائیڈ ٹائٹل ۴ کلر	10,000	فرنٹ انر ٹائٹل ۴ کلر	10,000
فرنٹ انر ٹائٹل بلیک اینڈ وائٹ	8,000	بیک انر ٹائٹل ۴ کلر	6,000
بیک انر ٹائٹل بیلک اینڈ وائٹ	5,000	اندرونی مکمل صفحہ	3,000
اندرونی نصف صفحہ	2,000	اندرونی کوارٹر صفحہ	1,000

سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے ممبر بننئے!

یاد رہے کہ سہ ماہی نصرۃ الاسلام محض ایک مجلّہ نہیں بلکہ ایک مقدس مشن کا آغاز ہے۔ حق کی آواز آپ تک پہنچانے کا ایک مستند ذریعہ ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ حق کی یہ آواز آپ اور آپ کے پیاروں تک پہنچ جائے تو سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے مستقل ممبر بنیں۔ سالانہ زرتعاون بمع ڈاک: 250 روپے، تعاون خصوصی 10,000 روپے

نام.................ولدیت.................فون نمبر.................ای میل.................مکمل پوسٹل ایڈرس.................

چیک بنام ادارہ نصرۃ الاسلام اور منی آرڈر بنام ایڈیٹر کے ارسال کر کے ضرور اطلاع کریں۔

فون: 6462974626,03555604599,0300395512

ای میل ibshaqqani@gmail;com، رابطہ خط و کتابت: ایڈیٹر سہ ماہی نصرۃ الاسلام، عیدگاہ روڈ گلگت، گلگت بلتستان

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین تاریخی پیشکش......

تذکرہ وسوانح اور آثار وافکار

محمد منصور الزمان صدیقی

تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی

علمی و دینی، قومی و ملی، تبلیغی و اصلاحی، ادبی و اشاعتی اور رفاہی خدمات کے حوالے سے ایک بے نام اور گمنام ''بزرگ کارکن'' کی سبق آموز داستان حیات۔ جماعتی، اجتماعی، تحریکی، تنظیمی اور اصلاحی اداروں سے وابستہ کارکنوں اور عام افراد کے لئے ایک کامیاب نمونہ عمل۔

صفحات: 380 قیمت: 350 روپے، القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرۃ خالق آباد نوشہرہ کے پی کے

گلگت بلتستان کے کیپٹل ایریا شہر گلگت میں علاقے کی اولین دینی درسگاہ

جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت (بنین) و جامعہ عائشہ صدیقیہ (للبنات)

میں حفظ وناظرہ قرآن اور اسکول کی ابتدائی تعلیم (میٹرک) کے ساتھ درس نظامی (متوسطہ سے دورہ حدیث تک، بنین وبنات) کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے اور طلبہ وطالبات کا قیام وطعام کا بندوبست کیا جاتا ہے، جامعہ کے زیرانتظام گلگت اور اس کے مضافات میں کئی ذیلی شاخیں کام کرتی ہیں۔ نیز جامعہ کے زیراہتمام درج ذیل شعبے بھی کام کرتے ہیں۔

۱۔شعبہ دارالافتاء والقضاء ۲۔شعبہ تحقیق وتالیف ۳۔شعبہ تعلیم وتربیت ۴۔شعبہ نشرواشاعت اور ابلاغیات
۵۔شعبہ فلاح و بہود اور ویلفیئر ۶۔شعبہ قیام وطعام ۷۔شعبہ حساب ۸۔شعبہ تعمیرات

آیئے...... ان عظیم مقاصد کی تکمیل کے لئے دامے درمے، قدمے سخنے ہماراشانہ بشانہ کھڑے ہوجائیں، اصلاح معاشرہ، خلافت راشدہ کے قیام، تحفظ ناموس رسالت وصحابہؓ اور ملی فرائض کی ادائیگی کے لئے عملی اقدام کریں اور اپنی زکواۃ، صدقات اور خیرات کے ذریعے ادارے کی تعمیر وترقی میں حصہ لیں اور **وتعاونو علی البر والتقویٰ** کا عملی ثبوت دیں۔

جامعہ کے اغراض ومقاصد

دین اسلام کی سربلندی ☆ اہل سنت والجماعت کے علمی ورثے اور شعائر اسلام کی حفاظت وتبلیغ
نظام خلافت راشدہ کے قیام کے لئے جدوجہد ☆ قرآن وحدیث کی تعلیم، تفہیم وترویج

الداعی الی الخیر: (حضرت مولاناقاضی) نثار احمد
رئیس جامعہ نصرۃ الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقیہ، عید گاہ روڈ، گلگت، گلگت بلتستان
فون نمبر 0925811,453279-452451+
اکاؤنٹ نمبر بنام: جامعہ اسلامیہ نصرۃ الاسلام حبیب بینک (بمد صدقات) گلگت برانچ:0107-00268709-03
جامعہ اسلامیہ نصرۃ الاسلام الائیڈ بینک (بمد زکوۃ) گلگت برانچ:01-100-3643-3